Digitized by Khilafat Library

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۳ | بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۸ء مطابق ذیقعد ۱۳۳۶ھ | نمبر ۹

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے عا غیر ممالک سے (ســـ)

باھتمام

شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان

میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

عقائد اسلام پر ایک کتاب کی ضرورت

ہم خدا کے فضل سے احمدی ہیں۔ اور ما بہ الامتیاز دیگر مدعیان اسلام سے ہمیں یہ حاصل ہے۔ کہ ہم ما جاء بہ النبی پر قائم ہیں۔ اور ہمارا ایمان خدا کے فضل سے دید پر ہے نہ کہ محض شنید پر۔ اور ہم جو کچھ مانتے ہیں اسکے دلائل بھی رکھتے ہیں۔ تقلید جامد سے ہم نفور ہیں تحقیق حق ہمارا کام ہے۔ اس خوبی کو آئندہ نسلوں میں قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ ہمارے بچوں کیلئے ہمارے متوسط تعلیم یافتہ دوستوں کے واسطے ایک نصاب تعلیم ہو۔ جو نہ صرف خواندہ لوگوں کے کام آئے۔ بلکہ ناخواندہ بھی سنکر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لہذا بریں ضرورت سات اصول ایمان کی ایک کتاب شائع کیجائے۔ جس کی ترتیب یوں ہو۔ کہ پہلے ان تؤمن باللہ کے ارشاد کی تعمیل میں ہستی باری تعالیٰ پر جسقدر دلائل قرآن مجید میں دئیے گئے ہیں۔ وہ جمع کر لئے جائیں۔ ان دلائل سے یہ مطلب نہیں کہ قرآن مجید کی آیات جمع کر دی جائیں اور وجہ استدلال یہ ہو۔ کہ چونکہ خدا نے ایسا فرمایا ہے اسلئے مان لو۔ یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہوگا۔ بلکہ قرآن مجید نے جو عقلی دلائل خدا تعالیٰ کی ہستی پر دئیے ہیں وہ دئیے جائیں اور منکرین خدا کے اعتراضات پر بھی نظر ہو۔ اسکے بعد ملائکہ کی ہستی اور ان پر ایمان لانے کے فوائد کا ذکر ہو جسقدر دلائل مہیا ہو سکیں وہ بھی اس امر پر ہو جائیں کہ فرشتے ہیں اور وہ عباد مکرمون یفعلون ما یؤمرون ہیں۔ پھر کتب اللہ کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے قرآن شریف کی صداقت اور اسکے خاتم الکتب ہونیکے دلائل دئیے جائیں۔ پھر چوتھے رکن ایمان یعنی رسل علی الخصوص سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے کے ثبوت پیش کئے جائیں۔ زبان سے تو سب مسلمان کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صادق مصدوق ہیں (و آمنا بہ) لیکن اگر ان سے پوچھا جائے۔ کہ اسپر کیا دلیل ہے۔ تو اچھے اچھے مسلمانوں کو آپ دیکھیں گے کہ بغلیں جھانکنے لگتے ہیں اور سوا اسکے کچھ جواب نہیں دے سکیں گے۔ کہ بس وہ سچے ہیں بس ضروری ہے نہایت ضروری ہے۔ کہ اسپر جو دلائل ہم رکھتے ہیں وہ ہمیں ازبر یاد ہوں۔ تاکہ غیر مسلموں میں تبلیغ اور انہیں متبع الحق کر سکیں پھر یوم الآخر یعنی قیامت کے ثبوت پر ایک بیش بہا مضمون ہو جسمیں آجکل کے خیالات و اوہام کو مد نظر رکھتے ہوئے اثبات کے دلائل دئیے جائیں کہ قیامت ضرور ہونیوالی ہے پھر مشہور و معروف اور ادق مسئلہ تقدیر پر بحث ہو۔ اور خدا کے فضل سے تمام آیات قرآنی و احادیث صحیحہ مرسل یزدانی کو (جو تقدیر قدر خیر و شر کے متعلق ہیں) حل کرنیکے لئے چند اصول بتا دئیے جائیں اور ان اعتراضات کا رد ہو۔ جو تقدیر کی حقیقت نہ سمجھنے سے ہوئے ہیں اس اعلیٰ مسئلہ کو تمام تنزلوں اور پستیوں اور ناکامیوں کا مبدا سمجھتے ہیں۔ یہ ساتوں اصول اسلام بیان کرنیکے بعد اسلام کی وہ کم از کم دس خصوصیات بیان کیجائیں۔ جو اسے دنیا بھر کے تمام مذاہب سے ممتاز کریں عجب نہیں جو میری آرزو جلدی پوری ہو جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۸ء

صدقۃ الفطر

گندم سے نصف صاع ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صدقۃ الفطر گندم سے بھی ایک ہی صاع ہے۔ لیکن ان کے پاس جہاں تک میں دیکھتا ہوں کوئی دلیل نہیں۔ ایک حدیث ہے۔ ابو سعید الخدری والی جو یوں ہے کنا نخرج اذ کان رسول اللہ صلعم زکاۃ الفطر عن کل صغیر و کبیر حر او مملوک صاعاً من طعام او صاعاً من اقط او صاعاً من شعیر او صاعاً من تمر او صاعاً من زبیب فلم نزل نخرجہ حتی قدم معاویۃ حاجاً او معتمراً فکلم الناس علی المنبر فکان فیما کلم بہ الناس ان قال انی اری ان مدین من سمراء الشام تعدل صاعاً من تمر فاخذ الناس بذلک قال ابو سعید اما انا فلا ازال اخرجہ کما کنت اخرجہ یعنی ابو سعید بیان کرتے ہیں۔ ہم صدقۃ الفطر رسول اللہ کے زمانے میں ایک صاع طعام سے دیتے تھے۔ ایک صاع پنیر ایک صاع جو ایک صاع کھجور ایک صاع منقی اور یہی ہم دیتے رہے

یہاں تک کہ حضرت معاویہ آئے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ شام کا گندم نصف صاع کھجور کے ایک صاع کے برابر ہے۔ پس لوگوں نے (صحابہ) اسی کو اختیار کر لیا۔ ابوسعید نے کہا میں تو اسی طرح صدقہ ادا کرتا رہونگا۔ جیسا کہ پہلے ادا کرتا تھا۔

اس حدیث میں طعام کے لفظ سے استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ طعام کے معنی گندم کسی لغت کی کتاب میں نہیں۔ اور یوں بھی ان ایام میں گندم ان کا طعام نہ تھا۔ چنانچہ خود ابوسعید الخدری کی روایت ہے۔ قال ابوسعید وکان طعامنا یومئذ الشعیر والزبیب والاقط والتمر (ہمارا طعام جو۔ منقی۔ پنیر۔ کھجور تھا) پس اگر طعام سے مراد گندم ہوتی تو ابوسعید اپنی تائید کیلئے طعام کی تفصیل کرتے ہوئے سب سے پہلے گندم کا نام لیتے پس طعام کے بعد منقی پنیر کا ذکر عطف خاص بر عام ہے۔ اور ابوسعید کے قول فلا ازال اخرجہ کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ ہم تو جن جنسوں کو نبی کریم کے عہد میں دیتے تھے یعنی جو۔ کھجور سبھی جنس سے صاع دیتے رہینگے۔ ابوسعید نے اس بات پر زور نہیں دیا کہ گندم کا بھی ایک ہی صاع ہے۔ بلکہ وہ تو اپنا طرز عمل بیان کرتے ہیں۔ اور اسمیں کیا شک ہے۔ کہ پہلے صدقۃ الفطر علی العموم جو کھجور اور ہمجو قسم اشیاء سے ہی ادا کرتے تھے۔ کیونکہ گندم عام طور پر موجود نہ تھا۔ پھر یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت معاویہ نے جب گندم کے دو مد (نصف صاع) بتائے تو جمہور صحابہ نے اس پر اتفاق کر لیا۔ پس یہ حدیث بھی ہماری طرف سے ہی حجت ہے۔ جو گندم سے نصف صاع کے قائل ہیں

دوسری حدیث:- حدثنا عقبۃ بن مکرم البصری حدثنا سالم بن نوح عن ابن جریج عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث منادیا ینادی فی فجاج مکۃ الا ان صدقۃ الفطر واجبۃ علی کل مسلم ذکر او انثی حر او عبد صغیر او کبیر مدان من قمح او صاع من سواہ من الطعام وقال حسن غریب (ترمذی)

نبی کریم نے مکہ کی گلیوں میں منادی بھیجا۔ کہ صدقۃ الفطر گندم سے نصف صاع ہے اور دوسری جنسوں سے ایک صاع۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث کو مرسل کہتے ہیں۔ مگر جب عدالت و امانت کا ثبوت ملجائے تو مرسل حجت ہے۔

تیسری حدیث :- جو حاکم نے نقل کی ہے۔ عطاء سے کہ ان رسول اللہ صلعم بعث صارخاً بمکۃ ان صدقۃ الفطر حق واجب مدان من قمح او صاع من شعیر او تمر صححہ الحاکم +

چوتھی حدیث :- روی الدار قطنی عن علی بن صالح عن ابن جریج عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلعم امر صارخاً فصاح ان صدقۃ الفطر حق واجب علی کل مسلم مدان من قمح او صاع من شعیر او تمر (دار قطنی)

ابن جوزی نے علی بن صالح کا نقص اس حدیث میں بتایا ہے۔ مگر صاحب التنقیح کہتے ہیں۔ کہ یہ ابن جوزی کی غلطی ہے۔ علی بن صالح غیر معروف بھی نہیں۔ بلکہ یہ معروف الحال ہے۔ اسکی کنیت ابوالحسن ہے۔ اور ثوری اور معتمر بن سلیمان نے اس سے روایت کی ہے۔ اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں اسکا ذکر کیا ہے۔ اور اسے معروف کہا ہے۔ یہ ایسی مرسل ہے جسکا اعتضاد ترمذی والی مرسل سے ہوتا ہے۔ اور بعتضد مرسل مقبول ہے +

پانچویں حدیث :- رواہ ابو داؤد والنسائی عن الحسن عن ابن عباس انہ خطب فی آخر رمضان بالبصرۃ الی ان قال فرض رسول اللہ ھذہ الصدقۃ صاعاً من تمر او شعیر او نصف صاع قمح الحدیث رواتہ ثقات مشہورون۔

حضرت ابن عباس نے خطبہ پڑھا۔ اور اسمیں کہا۔ کہ صدقہ فطر گندم سے نصف صاع ہے اسکے راوی ثقہ اور مشہور ہیں۔ یہ پہلے کہہ چکے ہیں۔ کہ مرسل حجت ہے +

چھٹی حدیث :- رواہ ابو داؤد فی مراسیلہ عن سعید بن المسیب فرض رسول اللہ صلعم زکاۃ الفطر مدین من حنطۃ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے صدقۃ الفطر گندم سے دو مد مقرر کیا +

ساتویں حدیث :- حدثنا المزنی حدثنا الشافعی عن یحیی بن حسان عن اللیث بن سعد عن عقیل بن خالد وعبد الرحمن بن خالد بن مسافر عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلعم فرض زکوۃ الفطر مدین من حنطۃ۔ (رواہ الطحاوی)

تنقیح میں ہے۔ کہ اس کے اسناد صحیح ہیں۔ یہ مرسل ہے مگر سعیدؒ کی اور مراسیل سعیدؒ حجت ہیں۔

آٹھویں حدیث:۔ کہا عبدالرزاق نے اخبرنا جریج عن ابن شہاب عن عبداللہ بن تعلبہ قال خطب رسول اللہ الناس قبل یوم الفطر بیوم او یومین فقال ادوا صاعاً من بر او قمح بین اثنین او صاعاً من تمر او شعیر عن کل حر و عبد صغیر او کبیر۔

رسول اللہ نے خطبہ پڑھا۔ کہ گندم ہر دو آدمی ایک صاع دیں یعنی نصف صاع اور کھجور و جو فی آدمی پورا صاع چھوٹا ہو یا بڑا۔ (مسند عبدالرزاق)

نویں حدیث:۔ حدثنا قتیبہ نا حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلعم صدقۃ الفطر علی الذکر والانثی والحر والمملوک صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر قال فعدل الناس الی نصف صاع من بر قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح (ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کے عہد میں جو یا کھجور سے صاع دیتے تھے۔ پھر لوگوں نے نصف صاع گندم اس کے برابر کر لی۔ (الناس صحابہ تھے) یہ حدیث حسن صحیح ہے +

دسویں حدیث:۔ قال ابن عمر فجعل الناس عدلہ مدین من حنطۃ پھر صحابہ و تابعین نے دو مد گندم مقرر کر لی (صحیح مسلم باب زکوٰۃ الفطر علی المسلمین)

گیارہویں حدیث:۔ عن عبداللہ تعلبہ بن ابی صغیر عن ابیہٖ قال۔ قال رسول اللہ صلعم صاع من بر او قمح عن کل اثنین صغیر او کبیر حر او عبد ذکر او انثی (رواہ ابو داؤد)

یہ حدیث صاحب ہدایہ نے بھی لکھی ہے۔ اور راویوں کے نام کی نسبت کچھ بحث ہوئی ہے مگر آٹھویں نمبر میں ہم نے ایسا طریقہ لکھدیا ہے۔ جس کی سند صحیح ہے۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے۔ وھی من طرقہ الصحیحۃ التی لاریب فیھا طریق عبدالرزاق اخبرنا ابن جریج عن ابن شہاب عن عبداللہ بن تعلبہ الخ۔

بارہویں حدیث:۔ اخرج الامام احمد فی مسندہٖ من طریق ابن المبارک

عن ابن لھیعۃ عن محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل عن فاطمۃ بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ وعنھا قالت کنا نؤدی زکاۃ الفطر علی عھد رسول اللہ صلعم مدین من قمح بالمد الذی یقتاتون بہ۔

امام احمد نے اپنے مسند میں اسکی تخریج کی۔ ابن لھیعۃ کی وہ روایت جو اسکے امام ابن مبارک کے طریقہ سے ہو مقبول ہے +

تیرھویں روایت:- رواہ عبد الرزاق فی مصنفہ اخبرنا معمر عن عاصم عن ابی قلابۃ عن ابی بکر انہ اخرج زکاۃ الفطر مدین من حنطۃ وان رجلہ ادی الیہ صاعا بین اثنین۔ یہ خلفاء راشدین میں سے اولہم بالتحقیق ابوبکر صدیق کا فعل ہے۔ کہ نصف صاع گندم صدقۃ الفطر ہے۔ اور یہ بھی کہ دو آدمیوں کے پیچھے صاع گندم ایک آدمی نے پیش کی +

چودھویں روایت:- واخرج ابی داؤد والنسائی عن عبد العزیز بن ابی رواد عن نافع عن ابن عمر کان الناس یخرجون صدقۃ الفطر علی عھد رسول اللہ صلعم صاعا من شعیر او تمرا و سلت او زبیب قال عبد اللہ فلما کان عمر رضی اللہ عنہ وکثرت الحنطۃ جعل عمر نصف صاع حنطۃ مکان صاع تلک الاشیاء یعنی حضرت عمر کے عہد میں قرار پاگیا۔ کہ گندم بیشک نصف صاع ہی دینی چاہیئے۔ یہ مطلب نہیں کہ پہلے صاع گندم دیتے تھے۔ بلکہ گندم تھی ہی نہیں۔ جب کثرت سے ہوئی اور مسئلہ چلا۔ تو فیصلہ ہوا۔ دربار خلافت عمری میں کہ واقعی نصف صاع گندم چاہیئے۔ اسمیں راوی ابن ابی رواد پر گفتگو کی گئی ہے سو واضح ہو۔ کہ ابن معین۔ یحیی بن سعید القطان۔ ابو حاتم نے اسکی توثیق کی ہے۔ یہ دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر کا فتویٰ ہوا +

پندرھویں روایت:- اب حضرت عثمان تیسرے خلیفہ راشد کا فتویٰ سنیئے۔ واخرج الطحاوی عن عثمان انہ قال فی خطبۃ ادوا زکاۃ الفطر مدین من حنطۃ (دو مد گندم ادا کرو)

سولھویں روایت:۔ قال علیؓ من جرت علیہ نفقتک نصف صاع من بر او صاع من شعیر او تمر۔

حضرت علی نے فرمایا۔ کہ تو اور جس کا نفقہ تیرے ذمہ ہو۔ سب کے نصف صاع گندم صدقۃ الفطر ادا کرو۔ (طحاوی و عبد الرزاق)

سترھویں روایت:۔ اس کے علاوہ مختلف صحابہ کا بھی یہی مذہب تھا۔ ملاحظہ ہو

اخرج عبد الرزاق عن ابن الزبیر قال زکاۃ الفطر مدان من قمح۔

اٹھارہویں روایت:۔ واخرج نحوہٗ عن ابن عباس وابن مسعود وجابر بن عبد اللہ۔

انیسویں روایت:۔ وروی ایضاً حدثنا معمر عن الزھری عن عبد الرحمٰن عن ابی ھریرہ قال زکاۃ الفطر علی کل حر وعبد ذکر او انثی صغیر او کبیر فقیر او غنی صاع من تمر او نصف صاع من قمح قال معمر وبلغنی ان الزھری کان یرفعہ الی رسول اللہ صلعم۔

بیسویں روایت:۔ واخرج ایضاً عن مجاھد قال کل شی سوی الحنطۃ ففیہ صاع وفی الحنطۃ نصف صاع (گندم کے سوا دوسری سب اشیاء میں صاع ہے)

اکیسویں روایت:۔ واخرج نحوہ عن طاؤس وابن المسیب وعروۃ بن الزبیر وسعید بن جبیر وابی سلمہ بن عبد الرحمٰن واخرجہ الطحاوی عن جماعۃ کثیرۃ

بائیسویں روایت:۔ واخرجہ الطحاوی عن جماعۃ کثیرۃ وقال ما علمنا احداً من الصحابۃ والتابعین روی عنہ خلاف ذالک۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ صحابہ اور تابعین میں سے کسی کا اس کے خلاف روایت کرنا۔ ہمیں معلوم نہیں +

اخیر میں مَیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ہمارے حکم و عدل تھے۔ اور جن کو ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ مانتے ہیں انکا عمل بھی یہی تھا۔ کہ آپ نصف صاع کے حساب سے گندم صدقۃ الفطر دیتے تھے۔ اس کے راوی حضرت مولانا محمد سرور شاہ صاحب، سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل۔ اور

حضرت ام المومنین ہیں +

حضرت صدیق ثانی مولٰنا نور الدین کا فتویٰ بھی یہی ہے - کہ نصف صاع گندم پھر تمام صحابہ و مہاجرین دار الامان کا عمل مسیح موعود کی موجودگی میں نصف صاع پر رہا ہے - اور اسی حساب سے ان سے عاملین صدر انجمن وصول کرتے رہے - پس قدر واجب نصف صاع ہے - اور بطریق تطوع یا برنگ احتیاط کوئی صاع دے - تو اسکی مرضی +

چار سے زیادہ بیویاں جائز نہیں

فانکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنٰی و ثلٰث و ربٰع کے متعلق جو اپنے مفہوم میں بالکل صاف ہے، تعجب ہے - کہ بعض لوگ کہتے ہیں - کہ ۹ نو بیویوں کی اجازت نکلتی ہے - انکے دلایل یہ ہیں -

۱ - نبی کریمؐ نے اپنے عمل سے بتایا کہ نو بیویاں جائز ہیں -

۲ - واؤ جمع کے لئے آتی ہے - پس مثنٰی و ثلٰث و ربٰع کے معنی ہیں ۲ + ۳ + ۴ کل ۹

پہلی بات کے متعلق عرض ہے - کہ آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء میں ۴ یا ۹ بیویوں کی اجازت ہے - اور ۵ یا ۱۰ بیویوں کی ممانعت - مگر ہم دیکھتے ہیں - کہ بموجب آیت لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن (آج سے کوئی بیوی حلال نہیں - اور نہ یہ حلال کہ تم ان کے بدلے میں اور بیوی کرو - اگرچہ تجھے ان کی کوئی خوبی بھلی معلوم ہو - احزاب ع ۶ ۲۲) کہ نبی کریمؐ نہ اس اجازت سے کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں نہ یہ ممانعت جو آیت فانکحوا میں سے نکلتی ہے - اسکا کوئی اثر آپ کی ذات خاص پر ہے - کیونکہ امتیوں کے لئے اگر ۴ یا ۹ کی اجازت ہے - تو وہ ایک کے مرنے یا طلاق دینے پر اسکی بجائے دوسری کر سکتے ہیں اور تعداد ۴ یا ۹ تک پہنچا سکتے ہیں لیکن نبی کریمؐ کیلئے نہ تو یہ اجازت ہے - کہ ایک مر جائے - یا اسے طلاق دیں تو اسکی بجائے دوسری بیوی کر سکیں - اور نہ اس تعداد سے (جو آیت لا یحل کے نزول کے وقت تک تھی) زیادہ آپ کر سکتے تھے - پس ثابت ہوا - کہ آیت فانکحوا کا حکم نبی کریمؐ کے لئے نہیں +

ایسا ہی آیت فانکحوا میں ممانعت ہے - کہ ۴ یا ۹ سے زیادہ نہ کرو - مگر اس ممانعت کا اثر

بھی نبی کریمؐ کی ذات قدسی صفات پر نہیں کیونکہ آپ کے لیئے اگر اس آیت میں ممانعت تھی۔ تو لایحل والی آیت کے نزول کی کیا ضرورت تھی۔ دوم آیت فانکحوا تو بتاتی ہو کہ ۴ یا ۹ سے نہ بڑھو اور آیت لایحل کہتی ہے۔ کہ اس کے بعد نکاح کی اجازت ہی نہیں خواہ تعداد ۴ یا ۹ سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ پس جب نبی کریم صلعم کیلیئے یہ آیت نہیں۔ تو آپ کے عمل کو اس آیت کی بناء پر بتا کر ۹ کی اجازت نکالنا غلط ہے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ نبی کریمؐ کیلیئے الگ تخصیص غیر مذاہب کے لوگوں کو اعتراض کا موقعہ دیتا ہے۔ کہ اپنے لیئے خاص رعائتیں رکھ لیں صحیح نہیں۔ کیونکہ اوّل تو ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ خواص کیلیئے خصوصاً بادشاہوں کے لیئے خاص رعائتیں ہوتی ہیں۔ دوم یہ آیت لایحل لک النساء من بعد تو بتاتی ہے۔ کہ آپ پر ہم سے زیادہ پابندی عائد تھی۔ ہم تو جب چاہیں چار تک بیویاں کر سکتے ہیں۔ ایک مر جائے یا ایک کو طلاق دیدیں تو اسکی بجائے دوسری کرلیں۔ لیکن نبی کریمؐ کو قطعاً اجازت نہ تھی۔ کہ کوئی اور بیوی کریں۔ خواہ آیت کے نزول کے وقت کی موجودہ بیویاں سب کی سب ہی مر جائیں۔ تب بھی اجازت نہ تھی۔ کہ کوئی اور بیوی کرتے۔ کیا یہ سخت پابندی نہیں۔ پس نبی کریمؐ نے کونسی خاص رعایت لینے لیئے چاہی۔ ہمارے لیئے بلحاظ زمانہ آزادی ہے۔ جب تک چاہیں ۴ تک بیویاں کرلیں لیکن نبی کریمؐ کے لیئے پابندی ہے۔ کہ آئندہ کوئی بیوی نہ کریں۔ اسی طرح ہمارے لیئے اگر تعداد کی قید ہے۔ کہ ۴ تک بیویاں کریں۔ تو نبی کریمؐ کیلیئے بھی پابندی ہے۔ کہ موجودہ تعداد سے نہ بڑھیں +

اب دوسرا سوال لیجیئے۔ کہ واؤ جمع کے لیئے ہے۔ نحویوں اور مفسرین کے اقوال کو الگ رکھکر صرف اس آیت کو غور کیلیئے پیش کرتا ہوں۔ قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للّٰہ مثنیٰ وفرادیٰ ثم تتفکروا (السبا ۲۲ ع ۱۲) یہاں مثنیٰ اور فرادیٰ کے یہ معنی نہیں کہ تین تین جمع ہو کر سوچو۔ بلکہ یہی مطلب ہے۔ کہ دو دو اٹھ کھڑے ہو یا ایک ایک اسی طرح پر جاعل الملائکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنیٰ وثلٰث وربٰع کے یہ معنی نہیں کہ فرشتوں کے ۹ پر ہوتے ہیں۔ بلکہ یہی مطلب ہے۔ کہ یا دو دو ہوتے ہیں یا تین تین یا چار چار پس ان دو آیات نے بتا دیا۔ کہ مثنیٰ وثلٰث کا لفظ کن معنوں میں استعمال ہوا ہے +

ابوبکر و عمر سید اکہول اہل الجنۃ

حدیث مذکور پر علامہ حائری کے اعتراضات اور اُن کا

جواب باصواب

قولہ۔ بجواب سائل کہ یہ حدیث صحاح اہلسنت میں منقول ہے یا نہ۔ علامہ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ صحاح میں اس روایت کا منقول ہونا تب زیر بحث ہوگا۔ جب اسکی صحت ثابت ہوجائے۔ (ذوالفقار ۲۲ اپریل ۱۹۱۸ء)

اقول۔ کیا خوب جواب باصواب ہے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مقولہ غالباً اسی محل پر کسی نے کہا ہوگا۔ محقق ابن خلدون والا جو معیار عجیب آپنے اس حدیث کے جواب میں تجویز فرمایا ہے۔ بیشک قابل داد ہے۔ مگر کاش کہ اپنی احادیث کے متعلق بھی آپ دوسروں کو اس کی اجازت دیا کریں۔ لیکن اس کی اُمید ہرگز نہیں۔

عام طور پر سب سے پہلے کسی حدیث کی صحت کا معیار یہی ہے کہ آیا وہ فریقین کی کسی مسلمہ اور اعلےٰ طبقہ کی کتب حدیث میں مروی ہے یا ادنےٰ طبقہ کی کتابوں میں۔ سو لازم تھا کہ آپ سائل کو یہ جواب دیتے کہ یہ حدیث صحاح اہلسنت میں مروی ہے یا نہیں ہے۔ اگر آپ کو اس اعتراف سے شرم آتی ہے۔ تو لیجئے میں عرض کر دیتا ہوں کہ یہ حدیث ترمذی ابن ماجہ میں موجود ہے۔ ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے اور ابن ماجہ میں خود جناب علی علیہ السلام سے دیکھو مشکوٰۃ عربی باب مناقب ابی بکر و عمر۔ مطبوعہ گلزار محمدی ۱۳۱۳ھ صہ ۵۵۲

قولہ۔ دراصل یہ روائت مقابلہ میں رکھی گئی ہے۔ اس حدیث متفقہ فریقین کے جو حسنین علیہما السلام کے حق میں ہے۔ الحسن والحسنین سیدا شباب اہل الجنۃ۔ (متفق علیہ)

اقول ۔ علامہ صاحب یہ مقابلہ کی خوب فرمائی ہے۔ ایسی ہی جدت طرازیاں ہیں۔ تو احادیث رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا ہی حافظ ہے۔ بقول آپ کے تو ایک عیسائی معترض کہہ سکتا ہے۔ حدیث۔ ان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ۔ جو حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے حق میں مشہور ہے۔ یہ مقابلہ میں رکھی گئی ہے۔ اس آیت کے جو مریم علیہا السلام کے حق میں قرآن میں وارد ہے۔ واصطفاک علیٰ نساء العالمین (سورہ آل عمران) اور اسی طرح اگر کوئی سائل آپ سے دریافت کر بیٹھے کہ خود حدیث الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ مقابلہ میں رکھی گئی ہے۔ اس حدیث کے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بقول قاضی نور اللہ شوستری اپنے پسر عم و برادر رضاعی حضرت ابوسفیان الحارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے حق میں ارشاد فرمائی۔ کہ ابوسفیان الحارث سید فیتان اہل الجنۃ۔ دیکھو مجالس المومنین ترجمہ ابوسفیان الحارث۔ یعنے ابوسفیان الحارث جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ تو خدا جانے آپ کیا جواب دیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایک شخص کی سرداری بمقابلہ دو سرداروں کے عقلاً و نقلاً زیادہ مستحسن بھی ہے۔

علامہ صاحب! بالفرض مانا کہ یہ حدیث سنیوں نے ابوبکر کی خاطر گھڑلی ہے۔ کیونکہ سنیوں کے نزدیک وہ خلیفہ بلافصل ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ لیکن یہ فرمائیے کہ صحاح اہلسنت میں جہاں جناب علی علیہ السلام کے حق میں حدیث نبوی ہے۔ علیؑ منّی وانا من علیّ۔ جناب عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی وارد ہے۔ العباس منّی وانا منہ رواہ الترمذی۔ کیا یہ بھی سنیوں نے جناب علی علیہ السلام کے مقابلہ کے واسطے رکھ دی ہے۔ اور اسی طرح زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حق میں جو حدیث ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کے حق میں فرمایا۔ انت اخونا و مولانا۔ بخاری۔ باب مناقب زید بن حارثہ مولی النبی صلے اللہ علیہ وسلم کہ تم ہمارے بھائی اور مولا ہو۔ حالانکہ زید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ کیا یہ بھی مقابلہ میں رکھی گئی ہے۔ حدیث:۔ من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ (رواہ الترمذی) کے آخر تعصب کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے ۔

پھر آپ نے جو حدیث سیدا شباب اہل الجنۃ کو صحیح اور متفقہ فریقین لکھا ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے

کیا آپ کا یہ منشا ہے نہیں۔ کہ یہ حدیث تو صحیح ہے۔ لیکن سیدا کہول اہل الجنۃ والی صحیح نہیں ہے لیکن آپ کو اور آپ کے شیعوں کو معلوم ہو کہ یہ دونوں حدیثیں جیسے کہ مشکوٰۃ شریف سے واضح ہے۔ صحیح ترمذی میں وارد ہیں۔ بلکہ سیدا کہول اہل الجنۃ ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اور جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ اور سیدا شباب اہل الجنۃ کے آخر میں لکھا ہے۔ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب۔ دیکھو مشکوٰۃ باب مناقب اہل البیت رض ص۵۶۳ بایں ہمہ خدا جانے آپ نے اس کو صحیح اور بلکہ (متفق علیہ) کس بناء پر لکھ دیا ہے۔ حالانکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اہلسنت کے ہاں متفق علیہ اس حدیث پر لکھا جاتا ہے۔ جو بخاری و مسلم دونوں میں ہو۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں آئی ہے؟

قولہ۔ کہول جمع کہل بالفتح ہے۔ یہ لفظ عمر رسیدہ بوڑھے آدمی پر مستعمل ہوتا ہے

اقول۔ کیا اچھا ہوتا اگر اس معنی کو کسی کتاب لغت حدیث یا لغت عرب کے حوالہ سے بعینہ اصل عبارت آپ زیب ارقام فرماتے۔ میں مشکور ہوں گا۔ اگر آپ کہل کے معنے عمر رسیدہ بوڑھا اور پھر حصر کے ساتھ جیسے کہ آپ نے اس معنی کو اپنے مفید مطلب پاکر لکھ دیا ہے۔ دو چار کتب لغات عرب سے ثابت فرمائینگے۔ دیکھئے لفظ کہل کے معانی میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) منتہی الارب میں ہے۔ مرد تا شانزدہ سال حدث است واز شانزدہ تاسی و دو شاب واز سی و دو تا پنجاہ سال کہل پس آں شیخ۔ بنت کہل۔ گیاہ بیابان درازی رسیدہ وسخت گردیدہ وشگوفہ برآمدہ۔ اکتہال۔ گل کردن مرغزار۔ یقال فلاں کاہل بنی فلاں۔ ای عمدتہم فی الملمات سیدہم فی المہمات۔ وفی الحدیث کاہل مضر وعلیہا المحمل۔ زیر لفظ کہل ص۱۶۹۰ منتہی الارب مطبوعہ مصطفائی لاہور سنہ ۱۸۹۷ء

یعنے مرد سولہ برس کی عمر تک حدث کہلاتا ہے۔ سولہ سے بتیس برس تک شاب اور بتیس سے پچاس سال تک والے کو کہل اس کے بعد اس کو شیخ کہتے ہیں۔ بنت کہل کے معنے ہیں جنگل کا گھاس جو لمبا اور سخت ہو جائے۔ اور جس کا شگوفہ نکل آئے۔ اکتہال کے معنے ہیں چراگاہ کا پھولنا۔ اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں قبیلہ کا کاہل ہے۔ تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ جوان کی مصائب اور مشکلات کے وقت ان کا چیدہ اور سردار ہو۔ اور حدیث میں ہے،

قبیلہ مضر کا سردار اور اسکا بردار و مدار ٭

(۲) قاموس میں ہے ۔ ویروی من کاھل لے تزوج قالہ اراد الجہاد معہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ دیکھو قاموس جلد ۱ مطبوعہ نولکشور صہ ۳۶ زیر لفظ کہل ۔

گویا منجملہ دیگر معانی کے اسکے معنے دولھا بننا بھی ہیں ٭

(۳) تفسیر خازن میں ہے ۔ وقال مجاھد الکھل الحکیم والعرب تمدح الکھولۃ لانھا حالۃ الوسطی فی احتناک السن واستحکام العقل وجودۃ الرائی والتجربۃ ۔ زیر آیت ویکلم الناس فی المھد وکھلاً ۔

یعنے مجاہد فرماتے ہیں کہ کہل کے معنے حکیم یعنے دانا ہے ۔ اور عرب کے لوگ کہولت کی تعریف کرتے ہیں ۔ کیونکہ از روئے مضبوطی عمر و پختہ کاری عقل و عمدگی رائے و تجربہ کے یہی وقت حالت درمیانی کا ہے ۔ یعنے اس عمر میں نہ تو انسان نوجوان کی طرح ناتجربہ کار و خود پسند و خود رائے ہوتا ہے ۔ اور نہ عمر رسیدہ بوڑھوں کی طرح حواس باختہ و درماندہ و مختل ہوتا ہے ٭

(۴) مجمع البحار میں ہے ۔ الکھل من الرجال من زاد علے ثلثین سنۃ الی الاربعین وقیل من ثلث وثلثین الی الخمسین ۔ مجمع البحار مطبوعہ نولکشور جلد ۳ صہ ۲۳۶

یعنے مردوں میں جو تیس برس سے متجاوز ہو جائے ۔ چالیس سال تک اسکو کہل کہتے ہیں اور ۳۳ برس سے ۵۰ برس تک والے کو بھی کہتے ہیں ۔ دیکھئے اس لفظ میں اور اسکے مشتقات میں کوئی مذموم مفہوم نہیں پایا جاتا ۔ بلکہ ہر ایک پہلو سے تحسین ثابت ہوتی ہے ۔

قولہ ۔ جب بالاتفاق یہ ثابت ہے کہ بہشت میں سب جوان ہونگے ۔ اور سارے بہشت میں ایک بوڑھا بھی نہ ہوگا ۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا ۔ کہ دونوں خلافت مآب کون سے بہشت کے بوڑھوں کے سید و سردار قرار پاسکتے ہیں ۔

اقول ۔ بالاتفاق کہنے کا جب مزہ ہو کہ آپ اپنی کتب احادیث میں سے بھی کچھ اظہار فرمائیں پہلے تو ہم اعتبار بھی کر لیتے ۔ مگر کہل کے معنے عمر رسیدہ بوڑھا جو آپنے فرمائے ہیں ۔ اس سے آپ کی یادداشت اور حافظہ کا اعتبار نہیں رہا ۔ اگر آپ اور آپکے معتقدین ہر ایک اعتراض اور ہر ایک دعوے کو اصل کتب فریقین سے دیکھ کر پیش کیا کریں ۔ تو بہت سے مسائل خود بخود

حل ہو جائیں۔ اور اسقدر قلم فرسائیوں کی ضرورت بھی نہ رہے۔ دیکھئے اسی لفظ کہل کے غلط معنی نے آپ کو اصلیت و حقیقت سے کہاں تک دور جا پھینکا ہے۔ کہل کے معنے آپ نے وہ کر دئے۔ جو عرب کی لغت میں لفظ شیخ کے ہیں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ آپ جیسے بزرگواروں سرکاروں۔ شریعتمداروں سے ایسی فاش غلطیاں سرزد ہوں۔ زیادہ حد ادب وآدم برسر مطلب۔

جناب علامہ صاحب! اوپر میں ثابت کر چکا ہوں کہ کہل کے معنے عقلمند اور حکیم کے بھی ہیں۔ اور یہ ایک فاضل امام قرأت و تفسیر تابعی (مجاہدؒ) سے منقول ہیں۔ اس کے مطابق جب اس حدیث کے معنے عقلمندوں کے سردار کئے جائیں۔ تو فرمایئے پھر بھی یہ آپ کی جرح و قدح جو ایک حدیث صحیح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ بدستور قائم رہیگی؟ ہرگز نہیں۔

قولہ۔ بالفرض بہشت میں بوڑھوں کا ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو پھر دونوں خلافت مآب صرف بوڑھوں کے ہی سردار ہونگے۔ جوان اور بچوں کے نہیں۔ صرف بوڑھوں پر سرداری مل جانے سے کونسا فخر حاصل ہو سکتا ہے۔

اقول۔ اب جبکہ آپنے بوڑھوں کا بہشت میں ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ تو اس تسلیم کے ہوتے ہوئے یہ اعتراض بالکل بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی جانتا ہے کہ بوڑھے کو جوان پر ضرور فضیلت ہوتی ہے۔ اور اسی طرح جوان کو بچوں پر۔ بس جو بوڑھوں کا سردار ہو گا۔ ضرور ہے کہ جوانوں کے سردار اس کے ماتحت ہوں۔ ورنہ بقول آپ کے جوانوں کا سردار علیحدہ ہونا چاہیئے۔ اور بچوں کا سردار علیحدہ۔

قولہ۔ تعمق و غور سے دیکھو۔ تو دونوں خلافت مآب کے لئے یہ روایت کسر شان کا باعث ہوتی ہے۔ حالانکہ منصب خلافت کا اقتضاء تو ہونا چاہیئے تھا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ان کو جملہ خلائق صغیر و کبیر برنا و پیر کا سید و سردار قرار دیتے۔ نہ صرف بوڑھوں کی سرداری کے لئے ان کو منتخب فرما لیتے۔

اقول۔ یہ سب غلط فہمی آپ کو کہل کے غلط معنی کرنے سے لگی ہے۔ خداوند کریم

آپ کو تعصب بے جا سے بچائے۔ اور نور بصیرت عطا فرمائے۔ جب کہل کے معنے دانا اور حکیم کے بھی ہیں جیسے مجاہد کا قول ہے۔ اور نیز محققین اہلسنت نے پہلے سے اس حدیث کے متعلق اسی معنی کو پسند فرمایا ہے۔ دیکھو مجمع البحار زیر لفظ کہل۔ تو آپ کی یہ ساری جرح بالکل بے حقیقت و بے وقعت رہ جاتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بزرگوار داناؤں اور عقلمندوں کے سردار ہیں۔ خود اظہر من الشمس ہے کہ وہ جملہ خلایق صغیر و کبیر۔ برنا و پیر کے سردار ہونگے۔ بوڑھے اور جوان کا تو سوال ہی درمیان سے جاتا رہتا ہے۔

جناب علامہ صاحب! ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ بہشت میں سب بحالت شباب داخل ہونگے۔ جن کی عمر ۳۰ یا ۳۲ برس کی سی ہوگی۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ یہ حدیث معتبر کتب حدیث میں وارد ہے۔ جسکے راوی بھی جناب علی علیہ السلام اور انس رضی اللہ عنہ جیسے ہیں اور اس نبی کریم کے دہان مبارک سے نکلی ہوئی ہے۔ جو فخریہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو خدا نے جامع کلمات کہنے کی توفیق دی ہے۔ پس بحیثیت اُمت ہونے کے کیا ہمارا فرض نہیں کہ حدیث کو غلط قرار دینے سے پہلے یہ خیال کریں کہ آیا اس بُرے مفہوم کے علاوہ کوئی اور معنی بھی اس لفظ یا اس حدیث کے نکل سکتے ہیں یا نہ۔ کیونکہ ایک ایسی معتبر حدیث کے غلط اور مہمل قرار دینے سے پہلے قرین قیاس یہ امر ہے کہ شاید ہمارے فہم قاصر کا ہی قصور ہو۔

قال۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ اس سے دنیا کا بہشت مراد ہے۔ جس میں بوڑھے بھی ہیں۔ جوان بھی۔ بچے بھی۔ تو ہم اس کو بھی باعث فضیلت و فخر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ دنیا کا بہشت تو ہر مومن کے لئے ایک زندان و سجن ہے۔

اقول۔ ایسی صاف اور آسان حدیث کی ہیچ قسم تاویلات رکیکہ بغیر جناب والا کے شاید ہی کسی شیعہ فاضل کو سوجھی ہوگی۔ دنیا کے بہشت کے متعلق جہاں تک کتب فریقین میں دیکھا گیا۔ میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ سنی اس دنیا میں کسی مستقل بہشت کے موجود ہونے کے شاید ہی قائل ہوں۔ بلکہ برخلاف اسکے شیعوں کی معتبر کتابوں میں دیکھا ہے کہ کوفہ کے آس پاس شیعوں کا بہشت ہے۔ اور اس کا نام وادی السلام ہے۔ جہاں تمام مومنین شیعہ

کی ارواح جمع ہوتی ہیں۔ اصل روایت بھی عرض کر دیتا ہوں۔ وما من مؤمن یموت فی بقعۃ من بقاع الارض وقیل لروحہ الحق بوادی السلام وانہا البقعۃ من جنۃ عدن ××××× واین وادی السلام قال ظہر الکوفہ۔ دیکھو کتاب گوہر مراد لاہجی فصل ہفتم باب چہارم از مقالہ سوم مطبوعہ ایران۔

غالباً آپ کو انکار نہ ہوگا کہ کوفہ اسی دنیا میں ایک شہر کا نام ہے۔ پس جو بہشت اس کے قرب و جوار میں ہوگا۔ وہ دنیا کا ہی بہشت کہلائیگا۔ لیکن جو فتویٰ آپ نے اسکے متعلق جوش تعصب میں دیدیا ہے۔ کہ وہ ہر مومن کے لئے زندان اور سجن ہے۔ خدا جانے اس یاد دہانی کے بعد بھی آپ اسپر قائم رہینگے یا پھسل جائینگے۔

سرکار علامہ صاحب! آپنے دنیا کا بہشت تجویز کر کے اس حدیث کی تغلیط کرنی چاہی تھی لیکن شک ہے کہ اس میں بھی آپ کی اپنی ہی غلطی ثابت ہوئی۔ لیکن اگر تھوڑا سا انصاف سے کام لیتے۔ اور اس حدیث کے یوں معنی کر لیتے کہ دنیا میں جو لوگ سن کہولت کو پہنچ گئے ہیں۔ ابو بکر و عمر ان کے سردار ہیں۔ جب بھی کوئی ہرج نہ تھا۔ اگر آپکے کسی ستفتی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوتا۔ کہ حدیث میں تو کہول اہل الجنۃ کا لفظ ہے۔ دنیا میں اہل جنت کہاں سے آئے تھے۔ تو ہم اس کو بڑی خوشی سے بتلا دیتے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاص جاں نثاروں اور تابعداروں کو اسی دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ جس کا ذکر حدیث مشہور عشرہ مبشرہ میں ہے۔ جسکے راوی عبد الرحمٰن بن الاخنس ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ عشرۃ فی الجنۃ النبی فی الجنۃ وابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان وعلی وطلحۃ وعبد الرحمٰن بن عوف والزبیر بن العوام الی آخرہ۔ دیکھو ابو داؤد مطبوعہ نامی کانپور صـ ۶۳۹ ـ وابن ماجہ باب فضائل العشرہ رضی اللہ عنہم صـ ۱۳۔

اگرچہ آپنے اپنی طرف سے اس حدیث صحیح پر الٹی سیدھی جرح بہت کی ہے۔ مگر یقین ہے کہ انشاء اللہ منصف مزاج ناظرین پر بعد ملاحظہ تحریر ہذا آپ کی تحقیق کی اصلیت خود بخود کھل جائیگی۔ والسلام علے من اتبع الہدیٰ۔

خادم حسین از کوئٹہ۔ ۲۰ ر جون ۱۹۱۸ء

مُعارفِ قرآن

ماہ رمضان میں مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کے درس قرآن سے کچھ

۱۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر الآیہ

اِن آیات کے معنے کرنے سے پہلے انی قد جئتکم بایۃ پر غور کر لینا چاہیئے کہ سب باتوں (خلق طیر۔ ابراء اکمہ وابرص۔ احیاء موتی) کو ایک نشان قرار دیا ہے ایک نشان میں بہت سے نشان قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن بہت سی متفرق باتوں کو آیۃ ایک نشان کہنا غور طلب ہے۔

معنی۔ میں تیار کروں گا تمہارے لئے کیچڑ سے پرندے کے تیار کرنے کی طرح میں اس میں پھونکوں گا۔ وہ پرندہ بن جائے گا۔ اللہ کے حکم کے ساتھ

بات یہ ہے کہ جو پرندے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے جیسے پرندے کو کس طرح تیار کرتے ہیں؟ انڈے (جو پانی اور کچھ مادہ کا مجموعہ ہے) سے۔ اسے چند روز گرمی پہنچا کر اس کو اپنے پروں کے نیچے لے کر خفض جناح کے ساتھ۔ پس اسی طرح حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ جو آدمی کیچڑ کی مزاج والے ہونگے یعنی سعادتمند۔ جنہیں جس قالب میں ڈھالنا چاہیں۔ ڈھل جائیں وہ میری صحبت میں رہیں۔ میری تعلیم و ہدایت پر چلیں۔ تو میں انہیں اپنے رنگ میں رنگین کروں گا۔ اور ان میں اپنی روحانیت ایسے ہی ڈالوں گا۔ جیسے پرندہ اپنی گرمی انڈے میں پہنچا کر اسکے مادے (کیچڑ) کو باذن اللہ اپنی شکل پر بنا لیتا ہے۔ بس ایسے ہی میں ان زیر تعلیم سعادتمندوں کو اپنے جیسا بلند پرواز روحانیت کا طائر بناؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق۔ یاد رکھو کہ نبی کا کمال مداریوں والے کام نہیں۔ بلکہ یہی قلب ماہیت بدوں سے نیک اور بلند پرواز انسان بنا لینا۔

ایک احیاء تو اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے۔ اور ایک نبیوں کا کام وہ کیا؟ روحانی زندگی دینا جیسا کہ اذا دعاکم لما یحییکم میں بتایا۔ اسی طرح ایک خلق تو اللہ

سے مخصوص ہے۔ جسکے لئے فرمایا۔ ھل من خالق غیر اللہ۔ ایک معنی قالب بنانے کے ہیں۔ اس میں اور بھی شامل ہیں۔ اسلئے فرمایا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ اور ایک معنی اندازہ کرنے اور خاکہ بنانے کے ہیں۔ جیساکہ خلق لکم ما فی الارض جمیعًا میں۔ اس آیت میں آخری دو معنے لئے جا سکتے ہیں۔ یعنے تجویز کرنا۔ تیار کرنا۔ یا بنانا اور ہیئت کے معنے تیار کرنے کے ہیں۔ ان دونوں کا ثبوت تفسیر روح المعانی اور لغت سے لیجئے۔

والمراد بالخلق التصویر۔ (صورت بنانا) والابراز علی مقدار معین۔ (مقدار معین پر ظاہر کرنا)

والھیئۃ مصدر (ھیّأ یھیّأ تھیئۃ (تھئیًا) اب یہ سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ ھیّأ کے معنے تیار کرنے کے ہوتے ہیں۔ پھر دیکھو قاموس الھیئۃ ..... وھیّأ تھیئۃ و تھیئیًا۔ اصلحہ (اس کی اصلاح کی۔ تیار کیا) مفسرین اس کی تاویل کرکے مصدر بمعنی مفعول لیتے ہیں۔ تیار کی ہوئی چیز۔ مگر یہ تکلف ہے۔

پس صحیح معنے یہ ہوئے انی اخلق اصلح لکم کاصلاح الطیر۔ یعنے جیسا پرندہ اپنی گرمی پھونک کر انڈے کے مادے اپنے جیسا پرندہ بناتا ہے۔ ایسے ہی میں بھی اپنی روحانیت کے نفخ سے اپنے جیسے بلند پرواز انسان بناؤں گا

(۲)

ابرئ الاکمہ۔ میں اچھا کروں گا اندھوں کو اور جذامیوں کو۔

کیچڑ میں تو یہ اشارہ ہے کہ جو اصلاح پذیر مادہ رکھتے ہیں۔ اور جدھر ڈھالو۔ ڈھل سکتے ہیں۔ مگر ایک اور قسم کے لوگ ہیں۔ جنکے مادے میں فساد آچکا ہے۔ یا بصارت زائل ہو چکی ہے۔ یعنی جن میں کوئی نقص پیدا ہو چکا ہے۔ ایک قوت ماری گئی۔ یا تمام روحانیت میں کچھ نہ کچھ فساد ہے۔ تو فرمایا۔ میں اپنی قوت قدسیہ سے ایسے لوگوں کو بھی چنگا کر دوں گا۔ وہ بھی مایوس نہ ہوں۔ ان میں پھر روحانی بینائی آجائے گی۔ انکے متفرق اخلاق درست ہو جائینگے ؛

(۳)

پھر لوگوں کی ایک اور قسم ہے۔ جن کی رُوحانی زندگی بالکل ماری ہوئی ہوتی ہے۔ مگر کم از کم ان میں اتنا رجوع ہو کہ ان کی لاش مسیح کے حوالے ہو جائے۔ تو ان کو بھی میں رُوحانی زندگی دوبارہ دونگا۔ ایسے لوگوں کو موتیٰ اور من فی القبور کہنا قرآنی اصطلاح ہے جیسا کہ دوسرے موقع پر فرمایا ہے۔

(۴)

اور میں تمہیں آگاہ کردوں گا۔ ان چیزوں سے جو تم کھاتے اور ذخیرہ کرتے ہو یعنی جن سے روحانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ بتایا۔ واکلھم السحت۔ پس فرمایا کہ ان بیماریوں کی جو جڑ ہے۔ جب ان کو چھوڑ دو گے۔ اور میرے کہنے پر چلو گے۔ تو میں تمہارے بیماروں کو چنگا اور مُردوں کو زندہ کردوں گا۔ اور تمہیں بلند پرواز انسان بنا دوں گا۔

پس یہ چاروں باتیں درحقیقت ایک ہی نشان ہے۔ اسی لئے فرماتا ہے۔ ان فی ذٰلک لاٰیۃ لکم۔ لاٰیات نہیں فرمایا۔

(۵)

امتدادِ زمانے سے اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتاب پر نبی کی جماعت کا وہ یقین نہیں رہتا۔ جو نبی کی زندگی میں وابستگان دامن رکھتے ہیں اسلئے پھر نبی مبعوث ہوتا ہے۔ اور الٰہی نشانوں سے اس اُمت کے ایمانوں کو تازہ کرتا ہے۔ فرمایا۔ مصدق لما بین یدی من التوراۃ۔ گویا پھر ان کے ایمان کو تازہ اور کتاب الٰہی کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر اس میں کچھ ملاوٹ ہو گئی ہے۔ تو اس کو باطل بتاتا ہے۔ اور اس کتاب پر عمل کر کے اسکے ثمرات اپنی زندگی میں دکھاتا ہے۔ جس سے دوسروں کو بھی اس کی پیروی میں اس کتاب پر عمل کی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔ پھر مختلف فیہ مسائل میں بھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اور نزاع ختم یہی تصدیق ہے جو حق تھا اس کی تعیین ہو گئی۔ اور طبائع مطمئن۔

(۶)

اور میں حلال کروں گا وہ چیزیں جو حرام کی گئیں تم پر۔ یہ حرام ہونا اگلی شریعت میں نہ تھا۔ بلکہ بعض وجوہات سے ان کی حُرمت ہو گئی۔ مثلاً رہبانیت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے۔ ماکتب اللہ لکم۔ اپنی طرف سے خود ایک پابندی عائد کرلی۔ اسی طرح جب ایمان کی کمی ہوئی۔ اور طبائع میں شک پڑے۔ تو حلال چیزوں کو بھی حرام کر بیٹھے۔ مسیح نے آکر اصل حقیقت کھولدی کہ حرام نہیں حلال ہے ؎

(۷)

مخالفین یہود دربار میں خاص اثر رکھتے تھے۔ اور مسیح کے قتل پر تلے ہوئے تھے۔ تسلی کے لئے فرمایا کہ میں ہی تجھے طبعی موت سے ماروں گا۔ یہ قتل نہیں کر سکینگے۔ اور یہ صلیب پر کھینچ کر تجھے حسب روایت تورات ملعون ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ مگر میں تجھے ایسے حالات میں وفات دوں گا کہ تو مقرب بارگاہ (مرفوع) ثابت ہو گا۔ جیسے کہ دوسرے انبیاء۔ رافعک کے معنے تیری رُوح کو اٹھانے والا کرنے سے خواہ مخواہ جھگڑا پیدا ہوتا ہے (رفع رُوحانی سے مُراد ہے مقرب بنانا) پس رافعک کے معنے مقرب ثابت کرنے والا ہوں۔ درست ہیں۔

(ج) اور تجھے پاک کرنیوالا ہوں کافروں سے۔ کافر گند پھینکتے تھے۔ آپ (مسیح) پر الزام لگاتے۔ عیب چینیاں کرتے۔ فرمایا۔ میں ان باتوں سے تجھے بری ثابت کروں گا ؎

(د) اتبعوک کے متعلق یاد رکھیں۔ تابعین دو قسم ہیں۔ ایک حقیقی ایک ادعائی۔ یہ لفظ دونو کو شامل ہے۔ اسی لئے دونو قسم کے متابعین کفار مسیح پر رُوحانی یا جسمانی طور پر غالب ہیں۔

جب اللہ فاعل ہو۔ انسان مفعول ہو۔ تو توفی کے معنے ضرور موت ہونگے ؎

(۲) حضرت ابن عباس کے معنے بخاری میں متوفیک ممیتک (۳) بخاری میں حضرت نبی کریم کا آیت فلما توفیتنی اپنے قول میں لانا اور معنے موت لینا ؎ یہ تین دلائل ہیں۔ متوفیک کے معنے وفات دینے والا ہونے کے۔ اس آیت کی ترتیب قابل لحاظ ہے۔ اگر متوفیک کو کسی اور جگہ رکھیں تو کہیں رکھنے سے معنی صحیح نہ ہونگے ؎

مثلاً رافعک کے بعد متوفیک رکھنا۔ لیکن مفسرین مانتے ہیں کہ تطہیر بھی قبل از وفات ہو چکی۔ حالانکہ ترتیب آیت جس طرح ہمارے مخالفین بتلاتے ہیں۔ اس میں تطہیر سے پہلے وفات چاہیئے۔ (انی رافعک[۱] الی و متوفیک[۲] و مطہرک[۳] من الذین کفروا) اچھا اسکے بعد رکھیں تو

پھر غلبہ سے پہلے متوفیک رکھنا پڑے گا۔ یعنی یوں اِنّی رافعک اِلَیَّ ومطہرک من الذین کفروا ومتوفیک وجاعل الذین اتبعوک۔ مگر یہ بھی مسلمات مخالفین کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس طرح پر ماننا پڑے گا۔ کہ فوت ہو جائے۔ اور پھر غلبہ مومنین کفار پر ہو۔ لیکن ان کا ایمان ہے کہ ابھی مسیح فوت نہیں ہوئے۔ اور متبعین مسیح۔ منکرین مسیح پر غالب ہیں۔ اسکے بعد اب یہ صورت رہ گئی۔ کہ الیٰ یوم القیامۃ کے بعد متوفیک رکھیں۔ یعنی اِنّی رافعک اِلَیَّ ومطہرک من الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ومتوفیک۔ تو اس صورت میں ماننا پڑے گا۔ کہ قیامت کے بعد مسیح فوت ہو گا۔ اور یہ باطل ہے۔ پس ترتیب قرآنی وہی صحیح ہے۔ جو نظم قرآن میں ہے۔ اور اس کی موجودگی میں ماننا پڑے گا کہ پہلے وفات ہو چکی۔ اسکے بعد مقرب ہونا ثابت ہُوا۔ پھر کفار کے الزامات سے برأت بھی ہو گئی۔ اور غلبہ بھی ہو گیا ۔

انوکھی اُستانی

احمدیہ کمیشن ایجنسی قادیان کیطرف سے مسلمان عورتوں اور بچوں میں سچی شائستگی و دینداری پیدا کرنے کے لئے ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے جو سلسلہ تصنیفات شروع کیا ہے۔ پنجاب کی سوغات کے بعد یہ اس کا دوسرا نمبر ہے۔ اس ساٹھ صفحے کے رسالے (جو لکھوائی چھپوائی اور کاغذ کے لحاظ سے نہایت دلکش دلآویز ہے) کی زبان بامحاورہ اور سلیس ہے اور ماسٹر صاحب نے ایک فرہنگ بھی اسکے ساتھ لگا دیا ہے۔ اور اخیر میں قصے کے پیرایہ میں جو ۲۹ نصیحتیں دی ہیں۔ اور جو مفید سبق سکھلائے ہیں انکی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ رسالہ ایسی طرز میں لکھا گیا ہے کہ ہر مذہب و ملت کے شخص کے لئے مفید ہو تاہم جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ اس کی خاص طور پر قدر کرے۔ اور مؤلف کی حوصلہ افزائی۔ ایک طرف ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم تمام جہان کے رہنما ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے بچوں کے لئے احمدی اہل قلم کی کتابیں نہیں ملتیں۔ کیا ہم میں لکھنے والے نہیں؟ ماسٹر صاحب کا رسالہ بتاتا ہے کہ لکھنے والے ہیں مگر قدردان کم ہیں جب ایک رسالہ چھپکر مؤلف کے پاس پڑا رہے تو اس زمانہ میں جبکہ کاغذ کی قیمت چوگنی ہو چکی ہے۔ کچھ اور لکھکر چھاپنے کا کیا حوصلہ ہو سکتا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ یہ رسالہ ہاتھوں ہاتھ خرید لیں۔ تاکہ ہم اس سلسلہ کے بقیہ نمبر بھی جلد جلد اپنے پیارے بچوں کو پڑھا سکیں۔ ماسٹر صاحب نے جو کام شروع کیا ہے۔ اللہ اسمیں برکت دے۔ آپ اسکے ہر طرح اہل ہیں۔ اتنا عرض ضرور کروں گا کہ تھوڑی عبارت میں بہت سے مطالب ادا کرنے کی کوشش اور جو نصیحت دینا چاہیں اس پر اضافہ کر دیں اور نہ پیرایہ میں دل نشین کریں۔ قیمت ۴ر چار روپے میں نہیں۔ غریب طلباء اور کتب خانوں کو ۲ر

ورجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا

(ملنے کا پتہ۔ ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی قادیان (گورداسپور))

Digitized by Khilafat Library

احمد موعود

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر (باوجود اسکے کہ آپ حقیقی احمدؐ تھے یعنی آپ کی ذات میں حقیقت احمدیت تھی) اسمہ احمدؐ والی پیشگوئی بلاواسطہ آپ کے بموز تام مسیح موعود کے پوری نہیں ہوئی۔ ہاں استعداد باطنی کے لحاظ سے بالقوہ طور پر آپ بھی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔

اور حضرت مسیح موعود (باوجود اسکے کہ آپ مجازی احمدؐ تھے یعنی آپ از خود اپنی ذات سے صفت احمدیت کے مالک نہ تھے (۲) آپنے جو کچھ حاصل کیا بطفیل رسول اکرم ہی حاصل کیا) بشارت اسمہ احمدؐ کے علیٰ وجہ الاتم بالفعل مصداق ہیں۔

اس دعویٰ کو سمجھنے کے لئے چند باتیں ضرور سمجھ لینی چاہئیں۔ اول تو یہ کہ :-

"خدا تعالےٰ کے وعدے جو اسکے رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کی نسبت ہوتے ہیں کبھی تو بلاواسطہ پورے ہوتے ہیں۔ اور کبھی بالواسطہ ان کی تکمیل ہوتی ہے"

ازالہ صفحہ ۳۴۹

دوم - یہ کہ جو کمال تام و خطاب مسیح موعود نے بواسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پایا اس کا نام آپ ظلّی - مجازی رکھتے تھے۔ اور یہ آپ کی مخصوص اصطلاح ہے۔

چنانچہ تحفہ حق صفحہ ۳۷ پر فرماتے ہیں :-

"وہ قرآن شریف ہے جسکی صدہا روحانی خاصیتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سچے پیرو اسکے **ظلّی طور پر الہام پاتے ہیں**"

اب کیا یہ الہام حقیقی یعنی فی الحقیقت اور فی الواقعہ سچا نہیں ہوتا۔ ضرور ہوتا ہے۔ مگر اصطلاح مخصوص کے طور پر اسے ظلّی فرمایا ؛

اسی طرح آپنے اپنی نبوت و رسالت کو مجازی و ظلّی فرمایا۔ حالانکہ وہ حقیقی اور اصلی ہے حتےٰ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں آپ یہ بھی نہیں فرماتے۔ کہ میں حقیقی مہدی ہوں۔ بلکہ حقیقی مہدی حضور انور ہی کو فرمایا۔ چنانچہ اربعین نمبر ۲ صا۱ پر ہے :-

لہ یہ مضمون ان لوگوں کو پیش نظر رکھ کر لکھا گیا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو صادق مصدوق مانتے ہیں۔ اور آپکی تحریریں ... پر ایمان رکھتے ہیں ٭

"حقیقی اور کامل مہدی نہ موسےؑ تھا x x x اور نہ عیسیٰ تھا x x x x بلکہ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ۔"

باایں ہمہ ہمارا ایمان ہے کہ مہدی کی نسبت جو پیشگوئی تھی ۔ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وجود میں پوری ہوئی ۔ یعنی گو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں حضرت مرزا صاحب مجازی مہدی تھے ۔ مگر پیشگوئی کے مصداق آپ ہی تھے ۔ اسی طرح حقیقی احمد یعنے وہ ذات قدسی صفات جو حقیقی طور پر اس نام کی مصداق ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ۔ اور حضرت مرزا صاحب آپ کے مقابل میں مجازی طور پر احمد ہیں ۔ لیکن باایں ہمہ ہمارا ایمان ہے ۔ کہ اسمہٗ احمدؐ والی پیشگوئی آپ ہی کے وجود سے پوری ہوئی ۔ کیونکہ مجازی کہنے سے یہ مراد نہیں کہ آپ میں حقیقت احمدیت کامل طور پر نہ تھی ۔ مجازی کا لفظ تو یہ ظاہر کرنے کے لئے ہے ۔ کہ آپ نے یہ صفت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سرچشمہ فیض سے حاصل کی ۔ کیونکہ آپ کا مذہب ہے کہ :۔

"وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اسکے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے) کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے ۔ وہ انسان نہیں ۔ بلکہ ذریت شیطان ہے ۔" حقیقۃ الوحی صہ ۱۱۶

حضرت اقدس کو اس اصطلاح کا التزام یہاں تک ہے کہ آپ نے اپنی عبودیت کو بھی ظلی ہی فرمایا ۔ ملاحظہ ہو ۔ ایام الصلح صہ ۱۴۸

"چونکہ مہدی موعود کو بھی عبودیت کا مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے ۔ اسلئے مہدی موعود میں عبد کے لفظ کی کیفیت غلام کے لفظ سے ظاہر کیگئی ۔ یعنے اس کا نام غلام احمدؐ کر کے پکارا گیا ۔ غلام کا لفظ اس عبودیت کو ظاہر کرتا ہے ۔ جو ظلی طور پر مہدی موعود میں بھی ہونی چاہیئے ۔"

پس ظلی اور مجازی کہنے سے یہ مت سمجھو کہ حقیقت احمدیت کامل طور سے آپ میں نہ تھی ۔ یہ حقیقت تو آپ میں تھی ۔ اور ضرور تھی ۔ مگر بالواسطہ و بر فیض نبی متبوع تھی ۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۰ میں اپنے نام کی فلاسفی فرماتے ہیں :۔

"اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے زمین پر ایک تجلی عظمیٰ ہوتی ہے ۔ اور وہ اپنے صفات کاملہ

کے کنزِ مخفی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو زمین پر ایک انسان کا ظہور ہوتا ہے جسکو احمدؐ کے نام سے آسمان پر پکارتے ہیں"

اور پھر دعوے کیا کہ وہ احمد اس آخری زمانے میں میں ہی ہوں

خدا تعالٰی نے چاہا کہ آخری زمانہ میں اسکے اسم اعظم اور شیطان کے اسم اعظم کی ایک کشتی ہو × × × شیطان نے جیسا کہ اس کی عادت ہے۔ ایک قوم کو اپنا مظہر بنایا۔ اور اسلام پر ایک سخت حملہ کیا۔ اور خدا نے اپنے اسم اعظم کا ایک شخص کو مظہر بنایا۔ اور اس کو ایک حالت فنا عطا کر کے اپنی طرف رجوع دیا۔ تا حقیقی عبادت کے رنگ میں المعبود کے ساتھ اس کا تعلق ہو۔ اور اس کا نام احمدؐ رکھا۔" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۵

اب میں چابیوں والی پیشگوئی جو حضرت عمرؓ کے وجود سے پوری ہوئی۔ اور اسمہٗ احمدؐ والی پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود کے وجود میں پوری ہوئی۔ بالمقابل رکھکر آپ کو یہ مسئلہ سمجھاتا ہوں:-

چابیوں والی پیشگوئی

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ پر رکھی گئی ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے۔ اور آنجناب نے نہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو دیکھا۔ اور نہ کنجیاں دیکھیں۔ مگر چونکہ مقدر تھا کہ وہ کنجیاں حضرت عمرؓ کو ملیں۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آنحضرت صلعم کا ہی وجود تھا۔ اسلئے عالم وحی میں حضرت عمرؓ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلعم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔"

ایام الصلح

اسمہٗ احمدؐ والی پیشگوئی

غرض آنحضرت صلعم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا۔ جو اسم محمدؐ کا مظہر تجلی تھا۔ یعنی یہ بعث اول جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعث دوم جس کی طرف آیہ کریمہ "و آخرین منہم لما یلحقوا بہم" میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے۔ جو اسم جمالی ہے۔ جیسا کہ آیت و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اور اس آیت کے یہی معنی ہیں۔ کہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے۔ جب مبعوث ہو گا۔ تو اسوقت وہ نبی کریم

لہ حضرت عمرؓ۔ آنحضرت صلعم کے ایک ظلی وجود تھے۔ لیکن آنحضرت صلعم کا بروزِ اعظم جو اکمل اور اتم ہے۔۔۔۔ حضرت مسیح موعود ہیں۔ کیونکہ آپ بروزِ محمدی جامع جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ ہیں ÷

جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہو کر اپنی جمالی تجلی ظاہر کرے گا۔

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶

اس تمہید و تقریب و تمثیل کے بعد وہ پانچ زبردست زبردست ثبوت پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے روزِ روشن کی طرح یہ بات آشکارا ہو جاتی ہے کہ بشارت اسمہٗ احمدؐ بالواسطہ طور پر (جیسے کہ چابیوں والی پیشگوئی پوری ہوئی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اعظم جو اکمل اور اتم ہے۔ یعنی مسیح موعود کے ذریعہ پوری ہوئی

پہلا ثبوت

احبات کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ بشارت اسمہٗ احمدؐ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعث دوم کی نسبت ہے۔ پہلے بعث کی نسبت ہرگز نہیں۔ اور چونکہ بعث دوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خود اپنی ذات پر موقوف نہیں۔ بلکہ آپ کے بروز تام مسیح موعود کی ذات پر موقوف ہے اسلئے بشارت اسمہٗ احمد کی پیشگوئی بھی اسی فرد کامل پر صادق آئیگی۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے۔ جیساکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جیساکہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی احبات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔

(۱) ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے۔ جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

(۲) دوسرا بعث احمدی۔ جو جمالی رنگ میں جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جسکی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد"

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶

یہ حوالہ اثبات کا قطعی ثبوت ہے کہ بشارت اسمہٗ احمد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی نسبت ہے۔ پہلے بعث کی نسبت ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ بات مذہبی طور سے ثابت شدہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا دوسرا بعث بلاواسطہ طور پر خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی نفس نفیس سے ہرگز پورا نہیں ہوا۔ بلکہ بالواسطہ طور پر آپ کے بروز تام مسیح موعود کے ذریعہ پورا ہوا جیسا کہ اسکے متعلق حضرت مسیح موعود نے یوں تحریر فرمایا ہے:۔

"اور ضرور ہے کہ مہدی معہود اور مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے۔ جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے۔" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵ حاشیہ

جبکہ یہ امر نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہوا کہ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیض صحابہ سے جاری ہوا۔ ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک اور بعث ماننا پڑا۔ جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت میں ہزار ششم میں ہوگا۔

یہ حوالے بآواز بلند کہہ رہے ہیں کہ (۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں:۔

(۲) بشارت اسمہٗ احمد دوسرے بعث کی نسبت ہے ÷

(۳) دوسرا بعث مسیح موعود کے ذریعہ پورا ہوا ÷

پس ثابت ہوا کہ پیشگوئی اسمہٗ احمد بلاواسطہ کسی بروز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خود اپنے نفس نفیس سے پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کے بروز تام مسیح موعود کے ذریعہ پوری ہوئی کیونکہ پیشگوئی اسمہٗ احمد بعث دوم کی نسبت ہے۔ اور بعث دوم کا مورد اور موقوف علیہ آنحضرت صلعم نہیں۔ بلکہ مسیح موعود ہے۔ پس یہ پیشگوئی اسمہٗ احمد مسیح موعود کے ذریعہ بعینہٖ اسی طرح پوری ہوئی جسطرح کہ پیشگوئی چابیوں والی حضرت عمرؓ کے ذریعہ پوری ہوئی ÷

دوسرا ثبوت

اثبات کا دوسرا ثبوت کہ پیشگوئی اسمہٗ احمد بالواسطہ طور پر مسیح موعود کے ذریعہ پوری ہوئی ہے یہ ہے کہ پیشگوئی اسمہٗ احمد ماہیت حقیقت کیفیت مآل اور انجام کے لحاظ سے کسی مثیل تام

حضرت عیسیٰ کو چاہتی ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم گو مثیل عیسیٰ ہیں۔ لیکن آپ کا مثیل عیسیٰ ہونا کھلے کھلے طور پر بلاواسطہ کسی بروز کے آپ کی ذات سے پورا نہیں ہُوا۔ بلکہ آپؐ نے اپنے ایک بروز کے آئینہ میں اس مماثلت عیسویہ کا پورا رنگ دکھایا ہے۔ یعنی مسیح موعود کے ذریعہ آپ کا مثیل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پس چونکہ بشارت اسمہ احمد کسی مثیل عیسیٰ کو ظاہر کرتی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مثل عیسےٰ ہونا بلاواسطہ نہیں۔ بلکہ بذریعہ آپ کے بروز تام مسیح موعود کے ہے۔ اسلئے یہ پیشگوئی بلاواسطہ طور پر پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ بالواسطہ طور پر اس کا ظہور ہوا ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جلالی نبی یعنے موسیٰ نے ایسا نام پیشگوئی میں اختیار کیا۔ جو اسکے اپنے حال کے موافق تھا۔ یعنی محمدؐ جو جلالی نام ہے۔ اور اسیطرح حضرت عیسےٰ نے اسم احمد کو پیشگوئی میں ظاہر کیا۔ جو جمالی نام ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ جمالی نبی تھے۔ اور قہر اور قتال سے انہیں کچھ حصہ نہیں دیا گیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ (موسیٰ اور عیسیٰ میں سے) ہر ایک نے اپنے اپنے مثیل نام کی طرف اشارہ کیا ہے"۔

(اعجاز المسیح صہ ۱۲۳ و صہ ۱۲۴)

(۲) "اس آنیوالے کا نام جو احمد رکھا گیا۔ وہ بھی اسکے مثیل کی (یعنے عیسےٰ کے مثیل) طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسےٰ اپنے جمالی معنوں کے رُو سے ایک ہی ہیں"۔ ازالہ اوہام صہ ۶۷۳

ان حوالجات کے رو سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پیشگوئی اسمہ احمد کسی عیسوی مثیل نام کو ظاہر کرتی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گو مثیل عیسےٰ ہیں۔ لیکن علیٰ وجہ اتم مثیل عیسےٰ ہونا یا عیسوی مثیل نام ہونا آپ کے نفس نفیس سے پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ مسیح موعود کے ذریعہ پورا ہوا ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اور چونکہ آنحضرت صلعم کو باعتبار اپنی ذات اور اپنے تمام سلسلہ خلفاء کے حضرت موسیٰ سے ایک ظاہر اور کھلی کھلی مماثلت تھی۔ اسلئے خدا تعالےٰ نے بلاواسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے رنگ پر مبعوث فرمایا۔ لیکن

چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے ایک بروز کے آئینہ میں اس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھلا دیا۔ پس درحقیقت مہدی اور مسیح ہونے کے دونوں جوہر آپ کی ذات میں موجود تھے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶)

ان تمام حوالجات سے بصراحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ:۔

(۱) پیشگوئی اسمہ احمد عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل تام کی نسبت ہے۔

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مثیل عیسیٰ ہونا بلاواسطہ طور پر مخفی اور باریک ہے:

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عیسوی مثیل تام ہونا بذریعہ آپ کے بروز تام مسیح موعود کے پورا ہوا۔ نہ کہ بلاواسطہ آپ کی ذات سے۔

پس یہ حوالجات اس امر کا ثبوت ہیں کہ یہ پیشگوئی حقیقتاً اور نفس الامر میں بالواسطہ طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ اپنے بروز تام مسیح موعود علیہ السلام کے پوری کی۔ نہ کہ خود اپنی ذات سے۔

تیسرا ثبوت

اثبات کا تیسرا ثبوت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد دوسرے احمد صلعم۔ محمد نام جو جلالی تھا۔ اس میں یہ پیشگوئی تھی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے۔ جنھوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا۔ اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ اور احمد نام جمالی ہے۔ اس میں یہ پیشگوئی تھی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلا دینگے۔ لیکن اگرچہ آپ کی زندگی میں اسمہ احمد کا کچھ ظہور ہوا۔ اور اس زمانہ میں ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ لیکن دنیا میں آشتی اور صلح کا پھیلانا آنحضرت نے بذریعہ اپنے بروز تام مسیح موعود کے انجام دیا۔ جیساکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اسلئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان

دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے۔ جنھوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا۔ اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمدؐ جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلا دینگے۔ سو خدا تعالےٰ نے ان دو ناموں کی اسطرح تقسیم کی۔ کہ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسم احمدؐ کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمدؐ کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمدؐ ظہور کریگا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا۔ جسکے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئینگی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ پس اسوجہ سے مناسب معلوم ہوا۔ کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے۔ تا اس نام کو سنتے ہی ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سو اے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو۔ اور ہر ایک کو جو امن اور صلح کا طالب ہے۔ یہ فرقہ بشارت دیتا ہے۔"

(اشتہار واجب الاظہار صہ ۴)

یہ حوالہ بصراحت اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احمد نام ہونے سے جو مطلب تھا۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلا دینگے وہ مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں بذریعہ اپنے بروز نام مسیح موعود کے سرانجام دیا۔ پس ثابت ہوا کہ پیشگوئی اسمہ احمدؐ کو بالواسطہ طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ اپنے بروز نام مسیح موعود علیہ السلام کے پُورا کیا۔

چوتھا ثبوت

اِسبات کا چوتھا ثبوت کہ پیشگوئی اسمہ احمدؐ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ پُوری ہوئی ہے، یہ ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سُورج بھی ہیں۔ اور چاند بھی ہیں۔ بوجہ محمدؐ ہونے کے آپ سورج

ہیں۔ اور بوجہ احمدؐ ہونے کے آپ چاند ہیں۔ کیونکہ اسم محمد مظہر جلال ہے۔ اور سورج بھی مظہر جلال ہے۔ گویا سورج اور محمد اپنی جلالی تجلی کے رُو سے ایک ہیں۔ اور اسم احمد مظہر جمال ہے۔ کیونکہ یہ جمالی نام ہے۔ اور چاند بھی مظہر جمال ہے۔ گویا چاند اور احمدؐ اپنی جمالی تجلّی کے رُو سے ایک ہی ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ محمدؐ بھی ہیں۔ اور احمدؐ بھی۔ یعنی آپ جامع جلال اور جمال ہیں۔ اسلئے آپ سُورج بھی ہیں اور چاند بھی ؛

اوّل - اِسبات کا ثبوت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ محمد اور احمدؐ ہونے کے جامع جلال اور جمال ہیں۔ ذیل کے حوالجات سے ظاہر ہے :-

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں۔ بلکہ محمدؐ بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال اور جمال

تم سُن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) ایک محمد صلعم اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے۔ جو ایک آتشی شریعت ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ۔ الخ (۲) دوسرا نام احمدؐ ہے (صلے اللہ علیہ وسلم) اور یہ نام انجیل میں ہے۔ جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔ مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی۔ اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں۔ × × × (اربعین نمبر ۴ صد ۱۳)

اِسبات کا ثبوت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سُورج بھی ہیں۔ اور چاند بھی۔ ذیل کے حوالجات سے ظاہر ہے :-

آنحضرت صلعم سُورج ہیں

وان رسول اللہ شمس منیرۃ۔ بعد رسول اللہ بدر وکوکب۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شمس منیر ہیں۔ اور رسول اللہ کے بعد بدر اور ستارے ہیں۔" (کرامات الصادقین صد ۶۱)

آنحضرت صلعم چاند ہیں

آیت ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ۔ یقیناً دو بدر پر دلالت کرتی ہے۔ اوّل وہ بدر جو پہلوں کی نصرت

کے لئے گذرا۔ اور دوسرا وہ بدر جو پچھلوں کے لئے ایک نشان ہے "

(خطبہ الہامیہ صد ۱۸۳)

(۳) اسبات کا ثبوت کہ اسم محمد کو سورج سے اور اسم احمد کو چاند سے مشابہت ہے۔ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"تم خوب توجہ کر کے سُن لو۔ کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے۔ اور وہ احمدؐ کے رنگ میں ہو کر میں ہوں "

(اربعین نمبر ۴ صد ۱۴)

ان تمام حوالجات پر یکجائی نظر ڈالنے سے اسبات کا بدیہی ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت صلعم بوجہ محمد اور احمد ہونے کے جو کہ جامع جلال اور جمال ہیں۔ اسلئے آپ سورج بھی ہیں۔ اور چاند بھی۔ لیکن آپ کا بلاواسطہ اور بالفعل طور پر سورج یعنے محمد ہونا تو بدیہات سے ہے۔ لیکن بالفعل طور پر بدر یعنے احمدؐ ہونا ہرگز آپ کی ذات سے ثابت نہیں۔ بلکہ بذریعہ مسیح موعود کے ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ سورج باوجود اسکے کہ حقیقت شمسی اور حقیقت قمری کا جامع ہے۔ یعنی جامع جلال اور جمال ہے۔ لیکن وہ اپنی ذات سے بالفعل اور بلاواسطہ حقیقت شمسی کا مظہر ہے نہ کہ حقیقت قمری کا۔ اور اپنی حقیقت قمری کو قوت سے فعل میں لانے کے لئے وہ ایک مظہر یعنے چاند اختیار کرتا ہے۔ جو سورج کی حقیقت قمری کا مظہر اتم یعنے سورج کی حقیقت قمری کو قوت سے فعل میں لاتا۔ اور اسلئے بالفعل طور پر چاند کہلاتا ہے۔ بس یہی صورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت محمدیہ کے بلاواسطہ بالفعل مظہر ہیں۔ لیکن آپ حقیقت احمدیہ کے بلاواسطہ بالفعل مظہر ہرگز نہیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ آنحضرت صلعم کا بالفعل یعنی قوت سے فعل میں احمدؐ ہونا ہرگز بلاواسطہ آپ کی ذات سے نہیں۔ بلکہ مسیح موعود کی ذات سے ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہیٰ نہ تھا۔ بلکہ اسکے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں ص احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہؤا۔ اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا۔ جیساکہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا۔ پس میں وہی مظہر ہوں پس ایمان لا۔ اور کافروں سے مت ہو" (خطبہ الہامیہ صد ۱۷۸)

اور وہ مظہر کا وعدہ جو خدا تعالےٰ نے کتاب مبین میں فرمایا تھا۔ وہ کس جگہ اور کس آیت میں ہے۔ سو ہم بڑے زور سے اسبات کو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ وعدہ مظہر کا بر طبق پیشگوئی اسمہ احمدؐ کے ہے۔ جیساکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

"آیت مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد میں یہ اشارہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہو گا۔ گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہو گا جس کا نام آسمان پر احمد ہو گا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا" (اربعین نمبر ۳ صد ۳۱)

اب ان دونوں حوالجات کے رو سے یہ امر بپایہ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے پانچویں ہزار میں اسم احمدؐ کے لازم حال جمالی تجلی کو اجمالی صفات کے ساتھ ظاہر کیا۔ جیساکہ مکی زندگی آپ پر شاہد ہے۔ اور جیساکہ سورج کی تجلی اسپر مزید گواہ ہے۔ کہ وہ بھی شروع شروع میں آثار غلبہ یعنی قوت سے فعل میں لانے کے لئے صبح کے وقت جمالی تجلی کو اجمالی صفات کے ساتھ ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جیساکہ سورج اپنی جمالی تجلی کے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے جمالی نور کے غلبہ یعنی قوت سے فعل میں لانے کے لئے ایک مظہر اختیار کرتا ہے۔ یعنی چاند بعینہٖ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جمالی تجلی کے ظہور کے کمال کے لئے یعنی جمال کو قوت سے فعل میں لانے کے لئے ایک مظہر بر طبق آیت مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد اختیار کیا۔ پس ثابت ہؤا کہ بالفعل طور پر پیشگوئی اسمہٗ احمد بلاواسطہ آنحضرت صلعم سے

ص یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی جیساکہ آدم چھٹے دن کے آخر میں۔

ہرگز پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسم احمدؐ کی تجلی کو قوت سے فعل میں بذریعہ اپنے بروز تام مسیح موعود کے لائے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی اسمہ احمد کو بالفعل طور پر بذریعہ مسیح موعود کے پورا کیا ہے نہ کہ بذریعہ اپنی ذات کے جیساکہ سُورج اپنی حقیقت قمر کو بذریعہ اپنی ذات کے ہرگز قوت سے فعل میں نہیں لاسکتا۔ بلکہ بذریعہ چاند کے ایسا کرتا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں سُورج حقیقت قمریہ کا بالفعل مظہر بذریعہ اپنے بروز تام چاند کے بنتا ہے۔ نہ کہ بلاواسطہ اپنی ذات کے۔ بعینہ یہی حال اس پیشگوئی کا ہے۔ الغرض خدا تعالیٰ نے چاند کو پیدا کرکے ہمیں اسبات کا سبق دیا۔ کہ بشارت اسمہ احمد کا پورا ہونا بھی بعینہ اسی طرح ہوگا۔ جسطرح سُورج اپنی جمالی تجلی کو بالفعل طور پر چاند کے ذریعہ پورا کرتا ہے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو بالیقین روحانی سلسلہ کے سُورج ہیں۔ بالفعل احمد یعنے "چاند" اپنے ایک بروز کے ذریعہ ہونگے نہ کہ خود اپنی ذات کے ذریعہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ بوجہ محمد اور احمد یعنے جامع جلال اور جمال ہونے کے سورج اور چاند ہیں۔ اور سورج کا بالفعل چاند ہونا بذریعہ چاند کے ہے۔ نہ کہ خود سُورج کی اپنی ذات سے۔ اسلئے یہ پیشگوئی بالفعل طور پر یعنی قوت سے فعل۔ باطن سے ظاہر مخفی سے کھلے کھلے رنگ میں بلاواسطہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہرگز پُوری نہیں ہوئی۔ بلکہ بذریعہ مسیح موعود کے پوری ہوئی۔

پانچواں ثبوت

اسبات کا پانچواں ثبوت کہ بشارت اسمہ احمد بالفعل طور پر بذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز تام مسیح موعود علیہ السلام کے پُوری ہوئی یہ ہے کہ خدا تعالےٰ آنحضرت صلعم کے دو فرض منصبی قائم کرتا ہے۔ (۱) ایک فرض منصبی آپ کا یہ ہے کہ آپ تکمیل ہدایت کریں جیسے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

اس تقسیم کو خوب یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو منصب قائم کرتا ہے۔ (۱) ایک کامل کتاب کو پیش کرنے والا جیساکہ

فرمایا کہ یتلو صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ (۲) دوسرے تمام دنیا میں اس کتاب کی اشاعت کرنے والا جیسا کہ فرماتا ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اور تکمیل ہدایت کے لئے خدا نے چھٹا دن اختیار فرمایا۔ اس سے یہ پہلی سنت ہمیں سمجھاتی ہے۔ کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا دن بھی چھٹا ہی ہے۔ اور وہ ہزار ششم ہے۔ اور علماء کرام اور تمام اکابر ملت اسلام قبول کر چکے ہیں۔ کہ تکمیل اشاعت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہو گی۔ اور اب ثابت ہوا۔ کہ تکمیل اشاعت ہزار ششم میں ہو گی۔"

اب اس حوالہ سے ظاہر اور باہر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا دوسرا فرض منصبی یعنی تکمیل اشاعت ہدایت بہ واسطہ آپ کے بروز تام مسیح موعود کے پورا ہو گا۔ مزید تسلی کیلئے تحفہ گولڑویہ صہ ۹۷ سے لیکر صہ ۱۰۱ تک ملاحظہ کر لیا جاوے۔ جس سے قطعی طور پر اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ گو تکمیل ہدایت بلا واسطہ کسی بروز کے آنحضرت صلعم کے نفس نفیس سے ظہور میں آئی لیکن تکمیل اشاعت ہدایت بلا واسطہ کسی بروز (یعنی مسیح موعود) کے ظہور میں نہیں آئی۔ پس لیظھرہ علی الدین کلہ کا وعدہ جو تکمیل اشاعت کی نسبت ہے مسیح موعود کے ذریعہ پورا ہوا۔ اب چونکہ لیظھرہ علی الدین کلہ کے وعدے کی تکمیل علوم اور معارف پر موقوف ہے۔ اور علوم اور معارف جمالی خدمت میں داخل ہیں۔ اسلئے تکمیل اشاعت ہدایت یعنی علوم اور معارف کا اکمل اور اتم طور پر دیا جانا اسم احمدؐ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ اسم احمد جمالی نام ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"علوم اور معارف بھی جمالی خدمت میں داخل ہیں۔ اور قرآن شریف کی آیت لیظھرہ علی الدین کلہ میں وعدہ تھا۔ کہ یہ علوم اور معارف مسیح موعود کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائینگے۔ کیونکہ تمام دینوں پر غالب ہونیکا۔ ذریعہ علوم حقہ اور معارف صادقہ اور دلائل بینہ اور آیات قاہرہ ہیں۔ اور غلبہ دین کا انہیں پر موقوف ہے۔" (اربعین نمبر ۴ صہ ۱۶ حاشیہ)

پس اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ علوم اور معارف جمالی خدمت میں داخل ہیں۔ اور علوم اور معارف حسب تصریح آیت کریمہ لیظھرہ علی الدین کلہ اکمل اور اتم طور پر

مسیح موعود کو دیئے گئے ہیں۔ اور گذشتہ حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ لیظہرہ علی الدین کلہ آنحضرت صلعم کے دوسرے فرض منصبی یعنی تکمیل اشاعت ہدایت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور وہ فرض منصبی بلاواسطہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ سرانجام نہیں ہوا۔ بلکہ آنحضرت صلعم نے اپنے اس فرض منصبی کو بذریعہ مسیح موعود کے انجام دیا۔ پس نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی آنحضرت صلعم نے بذریعہ اپنے بروز مسیح موعود کے پوری کی۔ بعینہ اسی طرح جس طرح کہ آنحضرت صلعم نے تکمیل اشاعت ہدایت کے فرض منصبی کو بذریعہ اپنے بروز مسیح موعود علیہ السلام کے سرانجام دیا +

جنگ یورپ میں ہمارا فرض

جنگ یوروپ جسے اب جنگ عالم کہنا چاہیئے (کیونکہ اسمیں حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی کے مطابق تمام ہی قومیں شامل ہیں۔ اور ایک دوسرے پر حملے چڑھ رہی ہیں) اکی خبریں آئے دن آپ اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں۔ جو خوفناک تباہی ہو رہی ہے۔ اور جس قسم کے خطرناک دن ہیں۔ اس کے لیئے کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ صرف امریکا باز رہا تھا

۱۹۱۵ء ۱- روس یکم اگست ۱۹۱۴ء (جو اب ہماری طرف نہیں) ۲- فرانس ۳- اگست ۱۹۱۴ء ۳- بلجیم ۳- اگست ۱۹۱۴ء

۴- برطانیہ عظمہ ۴- اگست ۱۹۱۴ء ۵- سرویا ۶- اگست ۱۹۱۴ء ۶- مانٹی نگرو ۹- اگست ۱۹۱۴ء

۷- جاپان ۲۳- اگست ۱۹۱۴ء ۸- پرتگال ۹- مارچ ۱۹۱۶ء ۹- اٹلی ۲۸- اگست ۱۹۱۶ء

۱۰- رومانیہ ۲۷- اگست ۱۹۱۶ء ۱۱- ریاستہائے متحدہ امریکہ ۶- اپریل ۱۹۱۷ء ۱۲- کیوبا ۷- اپریل ۱۹۱۷ء

۱۳- پانامہ ۱۰- اپریل ۱۹۱۷ء ۱۴- سیام ۲۲- جولائی ۱۹۱۷ء ۱۵- لائبیریا ۴- اگست ۱۹۱۷ء

۱۶- یونان ۲۹- جون ۱۹۱۷ء ۱۷- چین ۱۲- اگست ۱۹۱۷ء ۱۸- برازیل ۲۶- اکتوبر ۱۹۱۷ء

۱۹- گواٹیمالا ۲۳- اپریل ۱۹۱۸ء ۲۰- یوروگوئے جولائی ۱۹۱۸ء ۲۱- ہانڈوراس جولائی ۱۹۱۸ء

دوسری طرف

۱- جرمنی - ۲- آسٹریا - ۳- ٹرکی - ۴- بلگیریا +

کی چند سطریں کافی ہونگی - تاکہ مجموعی طور سے معلوم ہو سکے - کہ ابتک فریقین میں کیا ہو چکا ہے -

"جنگ کے اخراجات اندازہ ہے - کہ تین کھرب پندرہ ارب روپیہ صرف ہوا ہے

۲ - دو کروڑ ننانوے لاکھ تیس ہزار جانیں ضائع ہوئی ہیں - ۲ - کروڑ ۳۵ لاکھ آدمی زخمی ہوئے ہیں - ایک کروڑ بیس لاکھ آدمی ہمیشہ کے لئے معذور ہو گئے ہیں - بیالیس لاکھ پچاس ہزار قیدی گرفتار ہوئے ہیں -

ایک ارب ۶۸ کروڑ روپے کی مالیت کا نقصان ہوا ہے - پانچ کروڑ آدمی اسوقت خط جنگ پر موجود ہے" (امرتا بازار پترکا)

آپ ان سب نقصانات کا تصور کیجیے اور پھر اپنی حالت پر غور کہ اس تباہی و بربادی کے آپ کس قدر امن امان میں ہیں میں سمجھتا ہوں - کہ یورپ کے لوگ جن مصائب میں گرفتار ہیں آپ پر تو اسکا ہزارواں حصہ بھی نہیں وہاں تو خوراک بھی محدود مقدار میں ملتی ہے - اور آپ جو چاہیں مزے سے کھائیں پئیں پھر آپکے کاروبار بدستور جاری - راتوں کو آرام کی نیند - اور وہاں یہ حالت نہیں - آجکل ۸ سیر گندم ہے اور اسے قحط سمجھا جاتا ہے - لیکن کیا آپکو علم ہے - کہ روس میں جو ایک بہت بڑی سلطنت ہے - وہاں کے دار الخلافہ پیٹرو گراڈ میں اشیاء خوردنی مفقود ہیں نہ آٹا ہے - نہ شکر ہے - نہ آلو نہ دودھ - آٹے کے ہموزن پانی ملا کر پکایا جاتا ہے - اور ایک چھٹانک روزانہ کے حساب سے روٹی ملتی ہے - اور بدنظمی و بدامنی کیوجہ سے یہ بھی کبھی کبھی میسر نہیں آتی - ایک بھنی ہوئی ران کی قیمت چھ سو روپے سے لیکر نو سو روپے تک ہے مکھن ۴۲ شلنگ فی پونڈ (۱/۲ سیر) ہے سپید آٹا ۵ روپے پر آدھ سیر ایک انڈے کی قیمت ۳ پنس (۴۰/۰) اب ذرا اپنے ملک کے نرخ دیکھیے - اور خدا کا شکر بجا لائیے - اور اس شکریہ میں یہ سوچیے کہ یہ سب امن و امان اور سہولت و آرام کس کی طفیل ہے - صاف ظاہر ہے - کہ گورنمنٹ برطانیہ کی فوقیت اسکی ضامن ہے - اندریں حالات کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اپنی محسن گورنمنٹ کی امداد اپنا فرض سمجھیں کیونکہ جسقدر بھی ہم مدد کرینگے - اس کا فائدہ بھی ہمیں ہی حاصل ہوگا - اسوقت جو مدد ہم دیسکتے ہیں - وہ کچھ مشکل نہیں - اور ان قربانیوں اور اخراجات کے مقابل میں تو کچھ بھی نہیں جو یورپ والے کر رہے ہیں - ہم میں سے جو جوان ہیں صحت رکھتے ہیں - وہ تو فوج میں بھرتی ہو جائیں ۲ دو لاکھ آدمی پنجاب کے ذمہ ہے جبری بھرتی نہیں بلکہ رضامندی

کا سودا ہے۔ مفت نہیں بلکہ کافی تنخواہ ملتی ہے۔ جو شخص بھرتی ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے ملکی و وطنی فرض سے
سبکدوش ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے اور اہل و عیال کے گذارے کیلئے نقد روپیہ بھی پاتا ہے۔ اور جو لوگ بعض وجوہات
سے خود بھرتی نہیں ہو سکتے تھے کہ فوج محافظ ہند میں بھی نہیں جا سکتے۔ جس کے لئے صرف چند مہینے
قواعد سیکھنی پڑتی ہے۔ اور پھر عند الضرورت ہندوستان کے اندر ہی تقرر ہوگا۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے
دوسرے اقرباء و احباء میں سے جوانوں کو بھرتی کرائیں۔ اور عام لوگوں کو اس کے فوائد سمجھائیں علاوہ
ازیں کلرک مستری۔ لوہار وغیرہ آدمیوں کی بھی ضرورت ہے۔ ان کے واسطے بھی اچھا موقعہ ہے کہ ایک پنتھ
دو کاج اپنے کاموں کی دگنی سہ گنی اجرت بھی پائیں۔ اور سرکار کے خاص خیر خواہ و معاون بھی
کہلائیں۔ دوم۔ جو دولت والے ہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ جو لاکھ پتی ہیں۔ بلکہ جن کا گذارہ
اچھا چلتا ہے۔ وہ جنگی قرضہ میں ضرور حصہ لیں۔ سب سے آسان طریق یہ ہے۔ کہ ڈاکخانہ سے پنجسالہ
سرٹیفکیٹ خرید لئے جائیں۔ ایک سرٹیفکیٹ کم از کم ۱۰ کا ملتا ہے۔ یہ روپیہ آپ جب
چاہیں۔ واپس لے سکتے ہیں۔ مگر پانچسال تک نہیں لینا چاہیئے۔ سوم۔ ہم سب کا یہ فرض ہے۔ کہ امن و
امان صلح و صفائی سے رہیں۔ اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں۔ جس سے سرکار کی توجہ جنگ سے ہٹے
آپس کے لڑائی جھگڑوں کو دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھیں۔ اس وقت تمام تر توجہ جنگی اغراض کو تقویت
پہنچانے کی طرف لگی ہے۔ بے سروپا افواہیں اڑنے دیں۔ جس سے خواہ مخواہ کی پریشانی بڑھتی ہے
اور ملک کے امن و امان میں نقص عائد ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ایک چھوٹی سی بات جو تمسخر کے رنگ میں خفیف
سمجھکر کہی جاتی ہے۔ بہت خوفناک نتائج کی موجب ہو جاتی ہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ اس قسم کی کوئی بات
نہ کریں۔ ناخواندہ لوگوں میں جب اس قسم کی غلط افواہیں تو اسکو فوراً روک دینا چاہیئے۔ اور انکی
اصلیت سے آگاہ کر دیا جائے۔ بے سروپا باتوں کے متعلق جب کبھی دریافت کیا جائے تم نے کس سے سنا۔ تو
کہنے والا صرف یہی کہیگا لوگ کہتے ہیں۔ بعد کوئی خاص نام صداقت سے نہیں بتا سکے گا۔ یہی اسکے جھوٹا ہونے کی
علامت ہے۔ اور بعض لوگ اپنی شہرت اور خاص قابلیت جتانیکے لئے خوفناک اور عجیب عجیب خبریں تراش کر
پھیلا دیتے ہیں۔ یہ ملک و قوم کے دشمن ہیں۔ انکے بارے میں سب کو ملکر نفرت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ اور مجالس میں
ایسے دشمنان بہبودی کو شرمندہ کرکے روک دینا چاہیئے۔ تاکہ پھر کہیں ایسی بد بو پھیلانے کا حوصلہ نہ ہو۔
یہ تین فرائض ہیں۔ جن کے متعلق احمدی جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ ہندوستان میں اپنے دوسرے
بھائیوں پر خاص امتیاز حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ وہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں +

ریویوز

پند نامہ کاظم - فارسی کا مذاق اب ہندوستان سے اُٹھتا جاتا ہے۔ لیکن ابھی چند بزرگ باقی ہیں جنکے دم قدم سے کچھ رونق ہے۔ ورنہ کسی کو فارسی میں اپنے خیالات ظاہر کرنیکی جرأت نہیں ہوتی مولوی ابو ناظم محمد کاظم صاحب نے پند نامہ کاظم لکھا ہے جسمیں حمد و نعت کے بعد طلباء علم کے لئے مفید نصیحتیں ہیں۔ انگریزی پڑھنے کا شوق بھی دلایا ہے۔ حواشی پر وہ احادیث و آیات بھی لکھدی ہیں جن سے استدلال کیا ہے۔ عمدہ چکنے کاغذ پر خوش خط طبع کرایا ہے۔ نظم خاصی ہے۔ مگر ابھی اصلاح کی گنجائش ہے۔ ۶؍ قیمت پر مصنف سے سراج گنج ضلع پابنہ (بنگال) کے پتہ پر منگوائیں +

صراط مستقیم } کسی صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ جب احادیث لکھنے سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کر دی۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ احادیث قیامت تک واجب العمل نہیں۔ اس کا جواب مرزا ساجد بیگ صاحب نے حیدر آباد دکن سے دیا ہے۔ سائل بے شک غلطی پر ہے۔ مگر مجیب صاحب بھی اس مسئلہ کو نہیں سمجھے۔ افسوس کہ انہیں حضرت مسیح موعود سے خدا واسطے کی دشمنی ہے۔ ورنہ ہم انہیں مشورہ دیتے کہ حضور کا فیصلہ ریویو بر مباحثہ محمد حسین دیکھو۔ کیونکہ حدیث کا صحیح صحیح مرتبہ اسمیں بتایا گیا ہے۔ نہائت عمدہ چکنے کاغذ پر یہ رسالہ چھپا ہے۔ قیمت معلوم نہیں +

خلافت محمدیہ } یہ ایک ۸۴ صفحہ کا رسالہ ہے۔ جس میں ابو الوفا مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل نے مسئلہ خلافت خلفاء و مسئلہ وراثت انبیاء بیان کیا ہے۔ قرآن مجید سے شیعہ کے خلاف استدلال ہے۔ پھر حضرت علی و حضرت ابو بکر کی زندگی کا مقابلہ کیا ہے۔ لکھوائی۔ چھپوائی۔ کاغذ اچھا ہے۔ قیمت فی نسخہ ۴؍ دفتر اہلحدیث امرت سر سے طلب کریں +

Digitized by Khilafat Library

قوت کی گولیاں

۴۵ سال سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس اکینا ڈامنا ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں۔ اس لئے مغز ریڑھ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعوی رکھتی ہیں۔ قیمت ۴۵ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا عہ محصول ڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ر

سینی لائن

خونی بواسیر اور خون بند کرنے کی دوا

یہ خوشبودار بے ذائقہ چند بوٹیوں سے بنی ہے۔ خون بند کرنے میں بے مثل ہے۔ ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا سا یہ عرق سونگھ لینے سے اسیوقت بند ہو جاتا ہے۔ مسوڑھوں سے اگر خون جاری ہو تو مساوی مقدار گرم پانی میں عرق ملا کر روز کلی کرنے سے مسوڑھے سخت ہو جاتے ہیں اور خون بند ہو جاتا ہے۔ سینہ کر رستہ یا بلغم کے ساتھ خون جاتا ہو تو اس دوا کے پینے سے بند ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے پردر (سرخی کا جانا) کی بیماری میں یا حمل کی حالت میں خون جاتا ہو تو جلد اس دوا کو استعمال کرنا چاہیئے۔

خونی بواسیر

خونی بواسیر میں یہ خاصکر فائدہ مند ہے۔ اس بیماری میں رگیں کمزور پڑ جاتی ہیں یا ان میں زخم ہو جاتا ہے جس سے برابر خون بہتا ہے۔ اس دوا کے کھانے سے اور پچکاری لینے سے رگیں مض[illegible]تی ہیں۔ اور مرض جڑ سے جاتا رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایکروپیہ چار آنہ عہ پچکاری کا ۱۲ محصول ڈاک ہر دو ۱۰ر

داد کا مرہم

ہر وقت کے کھجلانے سے آرام کرنا بہتر ہے۔ دیکھئے جناب مہاراجہ صاحب کیا کہتے ہیں۔ یہ دوسرا موقع ہے کہ آپکے داد مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی ہیں آپکا نہایت درجہ ممنون و مشکور ہوں۔ اسکے استعمال کرنیوالے سبھی جناب مہاراجہ صاحب کیطرح مداح ہیں کیونکہ دو ہی تین مراتب کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے ایکدم اچھا کر دیتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۳ محصول ڈاک ۵ر ایک سے چھ تک ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ